علومِ دین سے دوری کے نقصانات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۷ | ۲۸ ربیع الثانی تا ۵ جمادی الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ جنوری ۲۰۱۸ء | شمارہ: ۳

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرآن

حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ اور فتنۂ قادیانیت

ورثہ میں بہنوں کی حق تلفی نہ کریں

س:......ایک شخص فوت ہوگیا، مرحوم کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ مرحوم نے جائیداد میں باغ، زمین، دکانیں، گھر، ورثہ میں چھوڑا، بعد وفات بیٹوں نے اپنی بہنوں (مرحوم کی بیٹیوں) کو بلایا اور ان سے کہا کہ وراثت میں سے آپ کا جتنا حق شرعاً بنتا ہے اپنا حق لے جائیں، ان تینوں بیٹیوں نے اس وقت لینے سے انکار کردیا، دونوں بھائیوں نے سختی سے اور برضا ورغبت عرض کیا کہ اپنا حق لے جائیں، لیکن انہوں نے لینے سے انکار کردیا۔ دونوں بھائیوں نے اس وقت شریعت مطہرہ کے مطابق ان کا جتنا حق بنتا ہے واضح نہیں کیا تھا بلکہ صرف زبانی ان سے عرض کیا تھا، دونوں بھائی اب بھی اکٹھے رہتے ہیں، بڑے بھائی کی اولاد عاقل بالغ ہے۔ حضرت مفتی صاحب! دریافت طلب امر یہ ہے کہ شریعت میں اس طرح کی زبانی بخشش معتبر بھی ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں ہے تو بڑے بیٹے کی بالغ اولاد کے لئے شرعاً وادبا کیا حکم ہے؟ جبکہ ان کا خرچہ کھانا پینا، بجلی، گیس الغرض تمام اخراجات بڑا بیٹا برداشت کرتا ہے۔

ج:......مرحوم کی تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کو شرعاً سات حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، جس میں سے دو دو حصے ہر ایک بیٹے کو اور ایک ایک حصہ ہر ایک بیٹی کو ملے گا۔ مرحوم کے بیٹوں کا اپنی بہنوں کو ان کا حصہ بتائے بغیر محض زبانی جمع خرچ کے ذریعے معاف کروانے سے ان کا حصہ معاف نہیں ہوا، لہٰذا ان کے ذمہ لازم ہے کہ وہ انہیں ورثہ میں ان کا پورا پورا حصہ ادا کریں۔ مرحوم کے بھائی اگر جائیداد میں شریک تھے تو ان کا جو حصہ بنتا ہے الگ کر کے باقی ورثہ کو تمام ورثاء کے حصوں کے مطابق تقسیم کریں، ورثہ میں سے تقسیم اور حساب کتاب کے بغیر محض اندازے سے کسی کے لئے بھی اخراجات اور تصرف کرنا جائز نہیں۔

سیونگ اکاؤنٹ میں رقم نہ رکھیں

س:......مسجد کی رقم بینک میں سیونگ اکاؤنٹ میں جمع ہے، جس پر سود لگتا ہے۔ کیا یہ رقم بینک کی بجائے کسی کاروبار میں لگا سکتے ہیں، یعنی مسجد کے فنڈ سے کاروبار کرنا جائز ہے؟

ج:......مسجد کا فنڈ کا پیسہ بینک کے اکاؤنٹ میں جمع کرانا جائز نہیں اگر ضروری ہے تو کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھا جائے، اسی طرح اس رقم کو کاروبار میں بھی نہ لگایا جائے بلکہ مسجد کی ضروریات پر ہی خرچ کیا جائے۔ کاروبار میں لگانا درست نہیں۔

ڈیوٹی کے دوران قرآن کریم کی تلاوت

س:......میں ایک سرکاری اسکول میں استاد ہوں، چونکہ میں حافظ قرآن ہوں، اس لئے بچوں کو پڑھائی کے ساتھ ساتھ اپنا دو، تین پارے گردان بھی کرتا ہوں، کوشش کرتا ہوں کہ بچوں کا وقت بھی ضائع نہ ہوجائے اور میرا وقت بھی ضائع نہ ہوجائے۔ کیا میرے لئے سرکاری ڈیوٹی کے دوران ایسا کرنا جائز ہے؟

ج:......صورت مسئولہ میں اگر اس سے بچوں کی تعلیم میں کوئی حرج نہ ہو تو ایسا کرنا جائز ہے، مگر تلاوت کرتے ہوئے آپ کی توجہ بچوں کی طرف ہوگی یا قرآن کی طرف؟ اگر قرآن کریم کی طرف توجہ رکھیں گے تو بچوں کی طرف سے بے فکر ہوجائیں گے اور اگر بچوں کی طرف توجہ کریں گے تو قرآن کریم کی تلاوت بے توجہ سے ہوگی جو کہ ٹھیک نہیں، اس لئے بہتر ہے کہ آپ قرآن مجید کی تلاوت کے لئے ڈیوٹی کے علاوہ کوئی دوسرا وقت متعین کریں تا کہ سکون و اطمینان اور توجہ سے تلاوت قرآن کریم ہوسکے۔ واللہ اعلم۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوّۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۷ ۲۸ ربیع الثانی تا ۵ جمادی الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ جنوری ۲۰۱۸ء شمارہ: ۳

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیراعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیراعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

اصلاح معاشرہ میں علماء کرام کی ذمہ داریاں	۵	اداریہ
حضور اکرم ﷺ کا معجزہ... قرآن کریم	۷	ڈاکٹر محمد اسلم فاروقی
علم سے دوری کے نقصانات	۹	مولانا اشہد رشیدی
رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام (۱۱)	۱۲	حافظ عبیداللہ
حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ اور فتنہ قادیانیت	۱۵	مولانا سید منت اللہ رحمانی
ایک کلمۂ خیر خواہی.....(۲)	۱۹	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
خبروں پر ایک نظر	۲۷	ادارہ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ڈالر

فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی: ۲۲۵روپے، سالانہ: ۴۵۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیـاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

شعبان، رمضان اور عید کی فضیلت

حدیث قدسی ۴: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ایک ڈھال ہے، اس ڈھال کی وجہ سے دوزخ کی آگ سے بندہ بچایا جاتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ (احمد، بیہقی)

حدیث قدسی ۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بندوں میں سے وہ بندہ مجھ کو زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے جو روزہ کھولنے میں جلدی کرتا ہے۔ (احمد، ترمذی، ابن خزیمہ، ابن حبان)

یعنی سورج غروب ہوتے ہی روزہ افطار کر لیتا ہے اور تاخیر نہیں کرتا۔

حدیث قدسی ۶: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لیلۃ القدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور جو بندے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں خواہ یہ ذکر کھڑے ہو کر کرتے ہوں یا بیٹھ کر ان کے لئے یہ فرشتے بخشش کی دعا کہتے ہیں۔ پھر جب ان کی عید کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بندوں کے اعمال پر فخر کا اظہار کرتے ہوئے فرشتوں سے فرماتا ہے: ''اے میرے ملائکہ! جب کوئی مزدور اپنی مزدوری پوری کرلے تو اس کا بدلہ کیا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! اس کا بدلہ یہ ہے کہ اس کی مزدوری اس کو پوری پوری دے دی جائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ! میرے غلام اور میری لونڈیوں نے اس فریضہ کو جو میں نے ان پر فرض کیا تھا ادا کر دیا، پھر میرا نام بلند کرتے ہوئے عید کی نماز کے لئے نکلے، مجھ کو قسم ہے میری عزت اور جلال کی اور میرے کرم اور میری بلند شان کی، بے شک میں ان کی دعا قبول کروں گا، پھر بندوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے، جاؤ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ بے شک میں نے تم سب کی مغفرت کر دی اور تمہاری خطاؤں کو نیکیوں سے بدل دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لوگ عیدگاہ سے اس حال میں لوٹتے ہیں کہ وہ بخشے بخشائے ہوتے ہیں۔'' (بیہقی فی شعب الایمان)

نماز جمعہ

س:......کیا جمعہ کے دن ظہر کے وقت پہلی اذان کے موقع پر کاروبار چھوڑ دینا لازمی اور ضروری ہے؟

ج:...... جی ہاں! جس وقت پہلی اذان جمعہ کے دن ہو رہی ہو تو جمعہ کی نماز کی تیاری کے علاوہ ہر قسم کا کام کاج چھوڑ دینا لازمی اور ضروری ہے اس وقت کھانا، پینا، آرام کرنا، کاروبار کرنا، اخبار پڑھنا کسی دینی یا غیر دینی کتاب کا مطالعہ کرنا، کسی قسم کی تعلیم لینا دینا غرض یہ کہ ہر قسم کا کام ناجائز ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ جمعہ کی نماز ادا نہ ہو جائے۔ واضح رہے کہ کسی دکان، فیکٹری یا کسی بھی معاشی جگہ پر کاروبار جاری رکھتے ہوئے بعض افراد کا کسی اور مسجد میں جمعہ ادا کر لینا اور بعض افراد کا ان کے آنے کے بعد کسی اور مسجد میں جمعہ کی ادائیگی کر لینا بھی ناجائز ہے۔ قرآن کے حکم کے مطابق کہ جب تمہیں جمعہ کے دن نماز کے لئے بلایا جائے تو کاروبار مکمل طور پر بند کر دینا چاہئے، لہٰذا مساجد کے ائمہ اور ذمہ دار کمیٹیوں کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ جمعہ کے دن جمعہ کی پہلی اذان اردو کی تقریر کی تکمیل کے بعد ہی دینی چاہئے تاکہ لوگ پہلی اذان کے بعد اپنے اپنے کاروبار جاری رکھتے ہوئے قرآن کریم کے واضح حکم کے خلاف نہ کریں۔

نماز عید

س:......عید کسے کہتے ہیں؟

ج:......عید کے معنی خوشی کے ہیں اور خوشی کے دن کو عید کا دن کہتے ہیں۔

س:......شریعت اسلامیہ میں عید کے دن کتنے ہیں؟

ج:......شریعت اسلامیہ نے عید کی خوشی کے دو دن بتلائے ہیں، ایک شوال کے مہینے کی پہلی تاریخ کو جسے عید الفطر کا نام دیا گیا ہے، دوسرے ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو جسے عید الاضحیٰ کہا جاتا ہے۔

س:......ان دونوں عیدوں میں نماز کے حوالے سے شریعت اسلامیہ نے مسلمانوں پر کوئی نماز ضروری قرار دی ہے؟

ج:...... جی ہاں! شکرانے کے طور پر ان دونوں دنوں میں دو رکعات نماز احناف کے نزدیک چھ تکبیرات زائد کے ساتھ واجب قرار دی گئی ہے۔

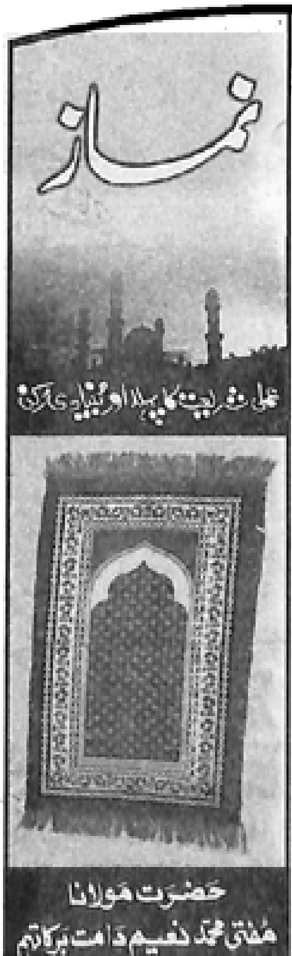

اداریہ

اصلاح معاشرہ میں علماء کرام کی ذمہ داریاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

گزشتہ دنوں وزیر اعلیٰ پنجاب جناب شہباز شریف نے ایوان وزیر اعلیٰ میں تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے جید علماء کرام کے کونشن سے خطاب کرتے ہوئے انہیں اصلاح معاشرہ میں اپنا کلیدی کردار ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اس سلسلہ کی خبر ملاحظہ فرمائیں:

’’لاہور (نیوز رپورٹر) وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے کہا ہے کہ علماء کرام اور مشائخ عظام پر قوم کی تقدیر کو سنوارنے اور اصلاح معاشرہ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے، علماء کرام کی اکثریت حق اور سچ کی بات کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کو بے شمار صلاحیتوں سے نوازا ہے قوم کے اندر ہیجانی کیفیت کے تدارک اور فروعی اختلافات کو ختم کرنے کے لئے علماء کرام کا کلیدی کردار ہے اور مذہبی منافرت کے خاتمے کے لئے بھی ان کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، انتشار اور ہیجانی کیفیت میں کمی لانے کے لئے علماء حق کو آگے بڑھ کر اپنا بھرپور کردار ادا کرنا ہے، ہر مسلمان ناموس رسالت پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہے، جس نبیؐ کی ناموس کے لئے ہم کٹ مرنے کے لئے تیار ہیں، ان کی زندگی کا پیغام دکھی انسانیت، یتیموں اور بیواؤں کی خدمت ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے معافی اور درگزر کا پیغام دیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے ایوان وزیر اعلیٰ میں تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے جید علماء کرام کے کونشن سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر صوبائی وزراء رانا ثناء اللہ خان، زعیم حسین قادری، سیّد رضا علی گیلانی، ارکان اسمبلی، پنجاب کے اعلیٰ حکام، علامہ غلام محمد سیالوی، مولانا عبدالوہاب روپڑی، علامہ محمد حسین اکبر، مولانا محمد امجد خان، علامہ ریاض حسین نجفی، ڈاکٹر راغب حسین نعیمی، پیر محفوظ احمد مشہدی، مولانا محب اللہ نوری، انعام الحق شاہ، حافظ اسعد عبیدی الازہری، مولانا زاہد الراشدی، پیر سیّد چراغ الدین شاہ، مولانا محمد نعیم بٹ، میاں محمود عباس، سیّد عتیق الرحمٰن شاہ، مولانا عرفان اللہ ثنائی، مولانا محمد یٰسین راہی، پروفیسر عبدالرحمٰن شاق، شفقت حسین ملک، مولانا آغا سبطین حیدر سبزواری، سیّد نور بہار شاہ، علامہ رشید ترابی، مولانا افضل حیدری اور دیگر جید علماء کرام نے شرکت کی۔ تقریب میں صوبائی وزیر قانون رانا ثناء اللہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت میرے ایمان کا بنیادی جزو ہے، ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے، انہوں نے کہا کہ قادیانی کافر اور غیر مسلم ہیں اور دین کے اندر فتنے کا سبب ہیں، وزیر اعلیٰ نے کہا کہ گزشتہ چند دہائیوں سے مذہبی منافرت سے ملک میں جو تشویش پیدا ہوئی ہے اس کو علماء کرام اور مشائخ عظام ہی موثر طریقے سے سلجھا سکتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کو امن اور تحفظ دینے کے لئے یثاق مدینہ کا معاہدہ کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یثاق مدینہ کا معاہدہ ہمارے لئے بہت بڑی مثال ہے۔ انہوں نے کہا کہ رانا ثناء اللہ نے ختم نبوت کے حوالے سے بڑی صراحت کے ساتھ اپنا موقف بیان کیا ہے۔ انہوں نے واضح الفاظ میں کہا ہے کہ ختم نبوت ان کے ایمان کا حصہ ہے۔ رانا ثناء اللہ نے قادیانیوں کے حوالے سے بھی واضح موقف اپنایا ہے، اب اس پر مزید بحث کی گنجائش نہیں رہتی۔ مولانا الیاس چنیوٹی نے کہا کہ حکومت کے بروقت فیصلوں اور اقدام سے ختم نبوت کا مسئلہ حل ہوگیا ہے۔ شہباز شریف نے اس مسئلہ کے بارے میں اسی وقت آواز اٹھائی تھی جب یہ مسئلہ کھڑا ہوا تھا۔ علامہ ڈاکٹر محمد حسین اکبر نے کہا کہ ختم نبوت کے معاملے پر کچھ لوگوں نے اپنے مفادات کی خاطر غلط روش اپنائی جن سے ملک کو اربوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ مولانا محمد خان لغاری نے کہا کہ آج کی مجلس وزیر اعلیٰ شہباز شریف پر مکمل اعتماد کا اظہار ہے اور علماء کرام آپ سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ مولانا محمد امجد خان نے کہا کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ شہباز شریف نے ختم نبوت کے مسئلہ پر سب سے پہلے آواز اٹھا کر عقیدۂ ختم نبوت کا محافظ ہونے کا حق ادا کیا۔ دوسری جانب علماء کونشن کے مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا کہ پاکستان کے قیام اور اس کے استحکام میں علماء کرام اور اکابر دینی شخصیات کا کردار ہماری تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ وطن عزیز کے معروضی حالات اس امر کے متقاضی ہیں کہ علماء کرام اور اکابر دینی و روحانی

شخصیات قومی یکجہتی، ملکی استحکام، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور مجموعی امن وامان کے قیام کو مستحکم رکھنے کے لئے ہمیشہ کی طرح اپنا اساسی اور کلیدی کردار ادا کرتے رہیں گے۔ وطن عزیز اس وقت اپنی تاریخ کے نازک دور سے گزر رہا ہے۔ مشکل کی اس گھڑی میں ہم صبر، حوصلے اور تدبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے وطن عزیز کو امن وسلامتی کا گہوارا بنا کر اسے مضبوط اور مستحکم کرنے کا عزم کرتے ہیں۔‘‘ (روزنامہ اسلام کراچی، ۷رجنوری ۲۰۱۸ء)

علماء کرام کے جن فرائض کی طرف جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے توجہ دلائی ہے وہ بے حد اہمیت رکھتے ہیں۔ علماء امت کو حق تعالیٰ شانہ نے علوم نبوت کا حامل وامین بنایا ہے اور امت کی اصلاح وارشاد، امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور دعوت الی اللہ کی عظیم ترین ذمہ داریاں ان کے سپرد کی ہیں اور علماء ربانی نے اپنی ان ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے محض رضائے الٰہی کی خاطر، لائق رشک خدمات انجام دی ہیں۔ آج حالات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو علماء امت کی ذمہ داریاں کئی گنا بڑھ گئی ہیں۔ اس لئے کہ الحاد وزندقہ اور لادینیت کا طوفان برپا ہے۔ قوم کے ذہن سے فکر آخرت اور محاسبۂ فردا کا احساس مٹ رہا ہے۔ اسلامی فرائض وشعائر کی اہمیت دلوں سے نکل رہی ہے، زرکشی، دنیا طلبی، کھیل تماشے، عیش وعشرت اور نمود ونمائش کے مصنوعی مظاہرے زندگی کا محور بن کر رہ گئے ہیں۔ دوسری طرف دنیا کی بڑی طاقتیں اس قوم کے خواب غفلت سے فائدہ اٹھا کر اس پر شب خون مارنا چاہتی ہیں۔ عالمی حالات کچھ ایسے پیدا کئے جارہے ہیں کہ افغانستان کی طرح ایران، پاکستان اور مشرق وسطیٰ کو میدان جنگ کا ایندھن بنایا جائے، ان پُر آشوب حالات میں علماء کی معمولی غفلت وکوتاہی یا غلط فکری وغلط اندیشی نہ صرف ان کے لئے بلکہ اس پوری قوم کے لئے جس کے وہ مقتدا ہیں، تباہ کن ثابت ہوسکتی ہے۔

اس لئے علماء کا سب سے پہلا فرض تو یہ ہے کہ کسی دنیوی مفاد اور کسی صلہ وستائش کی پروا کئے بغیر خدا کے دین کی دعوت دیں، مخلوق کی مدح وستائش، تعریف وتوصیف یا مذمت ونکوہش پر ان کا نظر رکھنا ان کے حق میں زہر قاتل ہے، خدانخواستہ جس دن یہ زہر ان کے جسد علم میں سرایت کر گیا، انہیں یقین رکھنا چاہئے کہ وہ دن ان کے علم کی موت کا دن ہوگا۔

ان کا دوسرا فرض یہ ہے کہ وہ مخلوق کے لئے سراپا شفقت ہوں، ان کے سینے میں خدا تعالیٰ کی مخلوق کے لئے رأفت وشفقت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہونا چاہئے، وہ ہمیشہ اس تب وتاب میں رہیں کہ خدا کی بھولی ہوئی مخلوق جو دنیا کی عشوہ طرازیوں پر فریفتہ ہوکر خدا تعالیٰ کے احکام سے برگشتہ ہورہی ہے، اسے کسی طرح خدا تعالیٰ کی طرف دوبارہ بلایا جائے؟ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد ہے:

’’عن سہل بن سعد الساعدی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم : المؤمن مالفة ولا خیر فیمن لا یالف ولا یؤلف۔‘‘ (مسند احمد ج:۵، ص:۳۳۵)

ترجمہ: ’’مومن سراپا الفت ہوتا ہے اور اس شخص میں کوئی خیر نہیں جو نہ خود کسی سے الفت کرے، نہ اس سے کوئی الفت کرے۔‘‘

معاشرے کے کسی طبقے کا کیسا ہی کوئی گناہگار سے گناہگار آدمی بھی ہو ہم اس کو بھی نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھیں بلکہ شفقت وہمدردی کے ساتھ اس کی اصلاح کی تدبیر سوچیں، اس لئے کہ نفرت بیمار سے نہیں ہوتی بلکہ بیماری سے ہوتی ہے۔

ان کا ایک فریضہ خود احتسابی ہے ان کو ایسا بلند کردار ہونا چاہئے کہ کوئی شخص ان پر انگشت نمائی نہ کر سکے، تقویٰ وطہارت اور تعلق مع اللہ کی وہ کیفیت ان میں ہونی چاہئے جو خود انہیں محرمات الٰہیہ سے محفوظ رکھے اور وہ معاشرے کے لئے بھی ہادی ومصلح بن سکیں، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود ہمہ وقت اپنی کمزوریوں کا جائزہ لیتے رہیں اور ان کی اصلاح کے لئے فکرمند رہا کریں، چھوٹی چھوٹی فروعی باتوں پر لڑنا جھگڑنا بھی ان کی بلندیٔ منصب کے شایان شان نہیں، جہاں اصول پامال ہورہے ہوں، جہاں قطعی حدود الٰہیہ مٹ رہی ہوں، جہاں دہریت کا سیلاب اسلامی اقدار وشعائر کو بہالے جارہا ہو، وہاں فروعی مسائل پر اکھاڑے جمانا دانشمندی کا تقاضا نہیں ہوسکتا۔

یہ چند امور علماء کرام کی خدمت میں معذرت کے ساتھ عرض کئے گئے ہیں، اسی کے ساتھ ہم ارباب اقتدار اور عام مسلمان بھائیوں سے بھی التجا کریں گے کہ علماء کو نصیحت کرتے ہوئے انہیں خود بھی محسوس کرنا چاہئے کہ اصلاح معاشرہ کے کام میں وہ علماء سے کس حد تک تعاون کررہے ہیں؟

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

حضور اکرم ﷺ کا معجزہ

قرآن کریم

ڈاکٹر محمد اسلم فاروقی

قرآن کریم کلام الٰہی ہے، جو صاحب قرآن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بتدریج ۲۳ سال میں نازل ہوا۔ قرآن شریف انسانیت کا عظیم منشور ہے۔ اس کتاب میں رہتی دنیا تک آنے والے انسانوں کی دنیا و آخرت کی ہر طرح کی کامیابی کا راز چھپا ہوا ہے۔ جس طرح انسان کوئی مشین ایجاد کرتا ہے تو اسے بہتر طور پر استعمال کرنے کے لئے طریقہ استعمال کی کتاب بھی تیار کرتا ہے، جس میں مشین کو بحفاظت استعمال کرنے کے طریقے لکھے ہوتے ہیں اور مشین خریدنے والے لوگ بھی مشین استعمال کرنے سے پہلے کتاب میں لکھے اصول پڑھ لیتے ہیں اور اس کے بتائے طریقے پر مشین استعمال کرتے ہیں اور اگر کتاب کے اصول کے بغیر مشین استعمال کی جائے اور خراب ہو جائے تو مشین تیار کرنے والا اس کی ذمہ داری نہیں لیتا، اسی طرح جسم انسانی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ عظیم مشین ہے، جس کے حیرت انگیز نظام کے بارے میں سائنس دان حیران ہیں اور کئی نے اس جسم کے نظام کا صدق دل سے مطالعہ کرنے کے بعد اسلام قبول کر لیا اور کہا کہ اس قدر پیچیدہ نظام کے ساتھ چلنے والے اس جسم کا خالق کوئی بڑی قدرت والی ذات ہی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس جسم کو صحیح طریقے پر استعمال کرنے کے اصول قرآن شریف میں بتا دیے اور اس کتاب پر عملی نمونے والی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں ہیں، جو حدیث شریف سے معلوم ہوتی ہیں۔ اس طرح جسم انسانی کو کامیابی سے چلانے کا راستہ قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

قرآن شریف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا عظیم معجزہ ہے۔ لفظ معجزہ عجز سے بنا ہے۔ یعنی ایسا کام جس کے کرنے سے کوئی عاجز ہو۔ اصطلاح میں معجزہ اس خلاف عادت بات یا فعل کو کہتے ہیں جو کسی نبی یا پیغمبر سے ظاہر ہو۔ معجزہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ ایک ایسا مخصوص فعل ہے

> **دنیا میں قرآن کے علاوہ کوئی اور کتاب نہیں جسے ایک ہی لحن میں دنیا بھر کے کروڑوں لوگ پڑھتے ہوں**

جو کسی نبی اور رسول کو کسی وقت بھی عطا ہو سکتا ہے۔ نبی اور رسول اپنی طرف سے کسی وقت بھی معجزہ کا اظہار نہیں کر سکتے، اللہ تعالیٰ جب چاہیں وہ انبیاء کو معجزے عطا کرتے ہیں۔ دنیا میں جتنے بھی نبی اور رسول آئے۔ اللہ کی طرف سے انہیں کچھ نہ کچھ معجزے عطا ہوتے رہے۔

معجزے اس لئے عطا ہوتے ہیں کہ ہدایت سے بھٹکی ہوئی انسانیت کو بڑی قدرت والے اللہ کے وجود کا یقین دلایا جا سکے۔ دنیا میں معجزات کا ظہور صرف انبیاء علیہم السلام کے ذریعے ہی ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم النبیین ہیں، اس لئے اب کوئی انسان اپنے ذریعے سے کسی معجزے کے ظہور کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ہاں! اگر کسی متقی پرہیزگار بندے سے جنہیں ہم ولی کامل کہہ سکتے ہیں، کوئی خلاف عادت بات ظاہر ہو تو ہم اسے ان کی کرامت کہیں گے۔ اس کے علاوہ کسی عام انسان سے اس طرح کی بات ہو تو اسے جادو یا سحر کہا جائے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار معجزات عطا فرمائے۔ یوں تو آپ کی ذات اقدس سراپا اعجاز ہے، لیکن آپ کو عطا کردہ سب سے عظیم معجزہ قرآن کریم ہے۔ دنیا میں دیگر انبیاء کو ملنے والے معجزے وقتی تھے جو ان انبیاء کے زمانے میں مخصوص اوقات میں ظاہر ہوئے، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا وغیرہ، لیکن قرآن کریم ایسا معجزہ ہے جو کہ قیامت تک آنے والی نسلوں کے مشاہدہ میں رہے گا۔ معجزہ قرآن کے کئی پہلو ہیں:

☆...... ایک پہلو قرآن کریم کا یہ ہے کہ قیامت تک ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ اس کے الفاظ زیر زبر اور اس کے معنی کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے خود لی ہے اور جس کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے لی ہو اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں مٹا سکتی۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ عیسائیوں کی انجیل اور یہودیوں کی توراۃ اور دیگر آسمانی کتب محفوظ نہیں ہیں اور اس میں ردو بدل ہو گیا ہے۔ کیونکہ قرآن کی آمد کے بعد آسمانی کتابوں

کا حکم منسوخ ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کا اعلان نہیں کیا۔ ان کتابوں کے علماء اور مستشرقین کا ماننا ہے کہ ان کی کتابیں محفوظ نہیں، جبکہ ان کا ماننا ہے کہ قرآن اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہے۔ چونکہ قرآن کا حکم اب قیامت تک رہے گا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی حفاظت کے عجیب و غریب طریقے رکھے ہیں۔ قرآن کے علاوہ دیگر مشہور کتابوں کے ایڈیشن شائع ہوتے رہتے ہیں تاہم دیکھا گیا کہ ہر ایڈیشن میں کچھ نہ کچھ غلطیاں پائی جاتی ہیں، لیکن قرآن پاک کے تحفظ کا ایسا نظام ہے کہ لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں اس کی اشاعت ہوتی ہے، لیکن مجال ہے کہ کسی ایڈیشن میں زیر زبر کی بھی غلطی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حفاظت قرآن کا سب سے محفوظ طریقہ یہ رکھا ہے کہ دنیا کی واحد کتاب ہے جو زبانی یاد ہوجاتی ہے اور اسے یاد کرنے والے کو حافظ قرآن کہتے ہیں اور یہ ایک دو نہیں بلکہ دنیا کے چپے چپے میں لاکھوں کی تعداد میں ہیں اور ہر زمانے میں تیار ہوتے رہتے ہیں۔ دنیا والوں نے قرآن کو مٹانے کے لئے سازش کے طور پر اس کے نسخے جلائے اور اسے دریا میں اس قدر بڑی مقدار میں پھینکا کہ اس کی سیاہی سے پانی کا رنگ بدل گیا، لیکن کسی کے سینے میں محفوظ قرآن کو کون مٹا سکتا ہے۔ اس طرح یہ حفاظت قرآن ایک اہم معجزہ ہے۔

☆......قرآن کا ایک معجزہ یہ ہے کہ اس کتاب کو بار بار پڑھا جاتا ہے۔ دنیا میں قرآن کے علاوہ کوئی اور کتاب نہیں جسے ایک ہی لحن میں دنیا بھر کے کروڑوں لوگ پڑھتے ہوں۔ دنیا کی دیگر کتابیں ایک دو مرتبہ پڑھنے کے بعد پڑھنے والا بے زار ہوجاتا ہے۔ لیکن قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جسے بار بار پڑھا جاتا ہے اور اگر کوئی خوبصورت لحن میں قرأت پڑھے تو اسے بار بار سننا چاہتا ہے، چونکہ یہ کلام الٰہی ہے، اس لئے اس کی تلاوت میں چاشنی پائی جاتی ہے۔ حدیث شریف کے مفہوم میں یہ بات ملتی ہے کہ قرآن کی تلاوت بہترین عبادت ہے۔ اس کی تلاوت پر ایک ایک حرف پر دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں۔

☆......قرآن شریف کا ایک اور اہم معجزہ یہ ہے کہ یہ کلام الٰہی ہے۔ عربی زبان میں نازل ہوا اور ایک ایسے زمانے میں نازل ہوا جب کہ عرب میں عرب شاعری اپنی فصاحت اور بلاغت کے لئے مشہور تھی۔ ایسے زبان دانی کے عالم میں اللہ تعالیٰ نے کلام الٰہی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اور کفار کو چیلنج کیا کہ وہ قرآن کے جیسی ایک آیت تو پیش کرکے دکھائیں اور پھر کہہ دیا کہ وہ ایسا نہیں کرسکتے اور ہوا بھی یہی کہ کفار مکہ قرآن کے عجیب وغریب انداز بیان کا کوئی جواب پیش نہیں کرسکے۔

☆......قرآن کا ایک اور معجزہ اس کی بے مثال فصاحت و بلاغت ہے۔ سورۂ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ نے شاعرانہ انداز میں اپنی نعمتوں کا اظہار کیا اور ہر نعمت کے بعد آیت کے ذریعے لوگوں سے پوچھا کہ تم اللہ کی کن کن نعمتوں کا انکار کروگے؟ قرآن کریم کی اثر پذیری کا یہ عالم تھا کہ کفار لوگوں سے کہتے پھرتے تھے کہ وہ قرآن کو نہ سنیں، اگر سنیں گے تو اس کے سحر میں گرفتار ہوجائیں گے، لیکن اللہ نے جن کے مقدر میں ہدایت لکھ دی تھی، وہ قرآن کو سن کر ہی ایمان لے آئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنی بہن کے گھر قرآن سن کر ہی اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کئی صحابہ کرامؓ نے قرآن سن کر ہی اسلام قبول کیا تھا۔ قرآن کریم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر اس کتاب کی آیات کو پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو وہ اس کے بوجھ سے ریزہ ریزہ ہوجاتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے انسانوں کے دل میں اتارا۔ حافظ قرآن کی برکت یہ ہے کہ حافظ قرآن لوگوں کی قیامت کے روز بخشش کرائے گا۔ قرآن کے چار حقوق ہیں:

۱:... قرآن کا پہلا حق یہ ہے کہ اس کی تلاوت کے آداب کے ساتھ تجوید کے ساتھ اسے زندگی بھر پڑھنے کا معمول بنایا جائے۔

۲:... قرآن دوسرا حق یہ ہے کہ اس کے معنی و مفاہیم کو سمجھا جائے۔ اس کے لئے قرآن کی تفاسیر پڑھی جائیں اور قرآن جاننے والوں کی صحبت میں رہ کر اس کے معنی ومفہوم کو سمجھا جائے۔ کئی لوگ خود اس قرآن کے معنی ومفہوم سمجھنے کے چکر میں راہ سے ہٹ گئے، اس لئے قرآن کا صحیح مفہوم سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

۳:... قرآن کا تیسرا حق یہ ہے کہ اس کے مطالب، قوانین اور احکامات کو زندگی میں برتا جائے۔ قرآن مسلمانوں کے نام اللہ تعالیٰ کا خط ہے اور خط کا یہ حق ہوتا ہے کہ اس کے مفہوم کو سمجھ کر اس پر عمل کیا جائے۔ قرآن کریم میں انسانی زندگی کے مسائل کا حل موجود ہے جو علماء کرام سے سیکھا جائے۔

۴:... قرآن کا چوتھا حق یہ ہے کہ اس کے معنی و مفاہیم کو دوسروں تک دعوت الی اللہ کے ذریعے پہنچایا جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ مسلمان اس زمین پر اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور نام بلند کریں، اس لئے مسلمان قرآن کے پیغام کو عام کرنے کی کوشش کریں۔

بہرحال قرب قیامت کے زمانے میں جبکہ قرآن اور مسلمانوں پر مشرکین کے حملے ہورہے ہیں، مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآن کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ذریعے اپنی زندگی کو کامیاب بنائیں۔ یہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ قرآن کی سچی قدر دانی ہوگی۔ ☆☆☆

علم دین سے دوری کے نقصانات

مولانا اشہد رشیدی

”عن عبداللّٰہ بن عمرو قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ان اللّٰہ لایقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالماً اتخذ الناس رء وساً جہالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔“

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مروی ہے کہ اللہ رب العزت علم دین کو اچانک (بندوں کے سینوں سے) نہیں کھرچے اور ختم کرے گا، لیکن وہ علم دین کو ختم فرمائے گا۔ علماء کرام کو وفات دے کر، یہاں تک کہ جب کوئی عالم (دین کا ضروری علم رکھنے والا) باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا راہنما اور راہبر بنالیں گے اور ان ہی سے مسائل پوچھیں گے، وہ لوگوں کو بغیر جان کاری کے فتویٰ دیں گے اور مسائل بتائیں گے، جس کی وجہ سے خود بھی گمراہ ہوں گے اور عوام کو بھی گمراہ کریں گے۔

تشریح:... دین کا اتنا علم سیکھنا کہ جس کے ذریعہ انسان شریعت کے مطابق اپنی زندگی گزار سکے، ہر کلمہ گو پر فرض ہے، خواہ اس کا تعلق عقائد سے ہو یا عبادات سے ہو، معاملات سے ہو یا معاشرت اور نجاست وطہارت سے ہو، جب تک انسان کو احکام خداوندی کا علم نہیں ہوگا، اس وقت تک یقیناً ان پر عمل پیرا ہونا بھی ناممکن اور مشکل ہوگا اور جب دین سے ناواقفیت کی وبا عام ہوگی تو امت طرح طرح کی پریشانیوں اور دشواریوں کا شکار ہو جائے گی، جس کی ایک بھیانک شکل مذکورہ روایت میں ذکر کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

”اللہ رب العزت علماء کرام کو اپنے اپنے وقت پر دنیا سے اٹھاتا رہے گا۔“

> دین کا اتنا علم سیکھنا کہ جس کے ذریعہ انسان شریعت کے مطابق اپنی زندگی گزار سکے ہر کلمہ گو پر فرض ہے

اہل علم ایک ایک کر کے رخصت ہوتے رہیں گے اور عام لوگوں کو دین سے اور علم دین سے کوئی رغبت نہیں ہوگی تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ اہل علم دنیا سے ختم ہو جائیں گے، پھر عام لوگ جاہلوں کو ہی اپنا سردار اور راہنما بنالیں گے، ان ہی سے مشورے کیا کریں گے اور ان ہی سے مسائل پوچھنا شروع کردیں گے۔ (کیونکہ عوام خود دین کی ضروری باتوں سے نابلد و ناواقف ہونے کی وجہ سے جاہل سرداروں سے فتویٰ لینے پر مجبور ہوں گے) نتیجہ یہ نکلے گا کہ جاہل سردار دین سے ناواقف اور جاہل ہونے کے باوجود الٹے سیدھے فتویٰ دینے لگیں گے، جس کی وجہ سے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور عوام کو بھی گمراہ کریں گے۔

غور کیجئے! آج کل کے حالات اسی طرح کے ہوتے جارہے ہیں کہ گاؤں دیہاتوں میں رہنے والے مسلمان بالکل اَن پڑھ اور جاہل ہیں، نہ ان کے پاس دنیاوی علم ہے اور نہ دینی علم، اسی طرح شہروں اور قصبات میں رہنے والے مسلمان بھی دینی معلومات سے ناواقف ہوتے جارہے ہیں اور افسوس کی بات یہ ہے کہ دینی تعلیم کی اہمیت اور ضرورت ہی کو نظر انداز کیا جارہا ہے اور سارا زور صرف اور صرف عصری علوم کو حاصل کرنے پر لگایا جارہا ہے، جس کے مندرجہ ذیل نقصانات سے آج امت دوچار ہے:

فرق باطلہ کے بڑھتے قدم:

عام مسلمانوں کے اسلامی عقائد سے ناواقف ہونے کا نقصان یہ ہورہا ہے کہ مسلم آبادیوں میں باطل فرقوں کی سرگرمیاں بڑھتی جارہی ہیں اور عام مسلمان ان کے دام فریب میں پھنس کر دین وایمان سے ہاتھ دھو رہے ہیں، کہیں قادیانیوں نے طوفان مچا رکھا ہے اور اپنے باطل عقیدہ کا پرچار کرتے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو لچر تاویلات اور غلط سلط دلائل کے ذریعہ مرزا غلام احمد قادیانی لعین کی گمراہ امت میں شامل کرکے مرتد بنانے میں مصروف ہیں، اس باطل فرقے کی تمام تر کوشش مسلمانوں کو ان کے

دین وایمان سے محروم کرنے کی ہوتی ہے، آپ نے کسی غیر مسلم کو قادیانی بنتے ہوئے نہ دیکھا ہوگا اور نہ سنا ہوگا، اسی طرح غیر مقلدین بھی امت کے عقائد کو نشانہ بناتے ہوئے صحابہ کرامؓ کے مقدس گروہ سے ان کو بدظن اور بدگمان کرنے میں لگے رہتے ہیں، نہ وہ تابعین کو قابل اعتبار تسلیم کرتے ہیں اور نہ تبع تابعین اور ائمہ کرام وفقہائے عظام کو لائق تقلید مانتے ہیں، حالانکہ امت کا صحابہ کرامؓ کے سلسلہ میں متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ قابل اعتبار، لائق تعظیم اور معیار حق ہیں، جیسا کہ حضرت ملا علی قاریؒ ”مرقاۃ“ (شرح مشکوٰۃ) میں فرماتے ہیں:

”والصحابة كلهم عدول مطلقاً لظواهر الكتاب والسنة واجماع من يعتد به.“

ترجمہ: ”صحابہ کرامؓ کی پوری جماعت کتاب وسنت کے واضح دلائل اور قابل اعتماد لوگوں (علماء اہل حق) کے اجماع کی وجہ سے عادل، لائق تقلید اور معیار حق ہیں۔“

مگر چونکہ عام مسلمان عقائد کے حوالے سے ضروری معلوم سے ناواقف ہیں، اس لئے یہ باطل فرقہ ان کو گمراہ کرنے اور اسلامی تعلیمات کے تئیں ان کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے میں کسی نہ کسی درجہ میں کامیاب ہوجاتا ہے۔

یہی حال عیسائیت اور شیعیت کا ہے، یہ بھی مسلمانوں کی نوجوان نسل کو اپنے جال میں پھنسانے کی جدوجہد کرتے ہیں، کوئی تعلیمی مشن کو عام کرکے دین سے ناواقف لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کوئی مال ودولت کا لالچ دے کر دین وایمان کا سودا کرنے کے بہانے تلاش کرتا ہے۔

الغرض! اسلامی ضروری عقائد سے امت کی ناواقفیت باطل فرقوں کو اپنے ناپاک عزائم پھیلانے کا موقع دے رہی ہے، جس سے ارتداد کا خوف پیدا ہوتا جارہا ہے۔

آمدنی کا مشکوک ہونا:

معاملات سے متعلق اسلامی تعلیمات سے ناواقف ہونے کا وبال یہ ظاہر ہورہا ہے کہ امت کا ایک بڑا طبقہ دنیا کمانے میں اس طرح مصروف ہے کہ اس کو حرام وحلال کی کوئی تمیز نہیں ہے، وہ تو صرف دولت جمع کرنے میں صبح وشام، رات دن لگا ہوا ہے، نہ وہ حرام اور مشتبہ کاموں سے بچتا ہے اور نہ ناجائز چیزوں کے لین دین سے دور رہتا ہے، اس کو تو جس میں نفع ہوتا دکھائی دیتا ہے اسی کام کو کرنے میں اپنی قوت صرف کرنے لگتا ہے۔

یاد رکھئے! جب آمدنی حرام ہوگی تو انسان کا کھانا پینا اور پہننا اوڑھنا بھی حرام ہوگا اور جس کا کھانا پینا حرام ہو اس کی کوئی عبادت قبولیت کے درجہ کو نہیں پہنچتی ہے اور نہ کوئی دعا قبول ہوتی ہے، جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

”عن ابی هريرة: قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ايها الناس ان الله طيب لايقبل الا طيباً وان الله امر المؤمنين بما امر به المرسلين، فقال: ﴿يا ايها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا﴾ وقال تعالى: ﴿يا ايها الذين آمنوا كلوا من طيبات مارزقناكم﴾ ثم ذكر الرجل يطيل السفر اشعث اغبر يمد يديه الى السماء، يارب! يارب! ومطعمه حرام، ومشربه حرم، وملبسه حرام، وغذى بالحرام، فاني يستجاب لذلك؟“

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ: ۲۴۱)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مروی ہے کہ: بے شک اللہ پاک ہے اور وہ پاک مال ہی کو قبول کرتا ہے، اللہ رب العزت نے اہل ایمان کو اسی بات کا حکم دیا ہے کہ جس کا حکم انبیائے کرام علیہم السلام کو دیا ہے، چنانچہ اس کا ارشاد ہے: اے رسولو! پاکیزہ چیزیں استعمال کرو اور نیکیوں کو انجام دو۔ دوسری آیت میں اہل ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے: اے ایمان والو! ہمارے دیئے ہوئے پاکیزہ رزق کو استعمال کرو، پھر آپ نے ایسے شخص کا تذکرہ کیا جو لمبا سفر کرکے آیا ہو، اس کی حالت پراگندہ اور بال بکھرے ہوئے ہوں، وہ (بڑی الحاح وزاری سے) اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یارب! یارب! کی صدا لگا رہا ہو، مگر اس کا کھانا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور غذا حرام تو پھر اس کی دعا قبولیت کے درجہ کو کیسے پہنچ پائے گی؟ یعنی اس کے لئے قبولیت کے دروازے بند کردیئے جائیں گے۔“

حقوق العباد میں کوتاہی:

اسی طرح جب انسان اسلامی معاشرتی اصول سے ناواقف ہوگا اور اس کو یہ معلوم نہیں ہوگا کہ اسلام نے رہن سہن کے کیا طریقے بتائے ہیں تو وہ نہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں کامیاب ہوگا اور نہ بھائی، بہن اور دیگر اعزہ و اقارب کے حقوق ادا کرنے کی فکر کرے گا، یہی وجہ ہے کہ آج کا مسلم معاشرہ فتنہ وفساد کی آماجگاہ بنا ہوا ہے، ہر ایک دوسرے کو تکلیف پہنچا کر خوش ہوتا ہے اور اس بات کی خواہش رکھتا ہے سب میرے ساتھ اچھا برتاؤ کریں، مگر میرے اوپر کسی کا کوئی حق نہیں ہے، یہی وجہ ہے شوہر وبیوی ایک دوسرے کے حقوق سے بالکل نابلد ہیں، جہاں جس کا زور چلتا ہے وہاں

وہ دوسرے کو دباتا ہے، اکثر احوال میں مرد زیادتی کرتے ہوئے عورت کو ظلم وناانصافی کا شکار بناتا ہے اور اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر محض اپنی انا اور غرور کو تسکین پہنچانے کے لئے غیر اسلامی حرکتیں کرتا ہے، جس کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑتا ہے، جیسا کہ آج کل ہندوستان میں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ زبان زد عام وخاص ہے اور کورٹ کا فیصلہ اس کے (شریعت کے) خلاف آچکا ہے، حقیقت یہ ہے کہ جہاں اس فیصلہ سے دین میں مداخلت کا چور دروازہ کھولنے کی نامناسب کوشش کی گئی ہے، وہیں اس کے اصل مجرم اور ذمہ دار مسلمان ہیں، جنہوں نے نکاح، طلاق اور خلع وغیرہ سے متعلق شرعی احکام سے صحیح طور پر واقفیت حاصل نہیں کی اور پھر غیر اسلامی طریقہ سے طلاق کا استعمال کرتے ہوئے غیروں کو انگلی اٹھانے کا موقع دیا، یہی لوگ اسلامی شریعت سے کھلواڑ کرنے، قرآن کریم کو ہدف ملامت بنانے اور مسلم پرسنل لاء میں دخل اندازی کی راہ ہموار کرنے کا ذریعہ اور واسطہ بنے ہیں۔ خدا کے یہاں ان کو جواب دینا ہوگا، ان کی وجہ سے پوری قوم کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا اور فرقہ پرستوں کو خوشیاں منانے اور مسلمانوں کی دل آزاری کرنے کا موقع ملا۔ اسی طرح مطلقہ اور اس کے اہل خانہ کا محض لڑکے اور اس کے اہل خانہ سے انتقام لینے کی غرض سے غیروں کی عدالتوں میں پہنچ کر ان کو تاراج کرنا اور شرعی فیصلے پر عدم اطمینان کا اظہار کرنا ایمان کی کمزوری اور قرآن کریم سے دوری کی علامت ہے، جس پر سخت ترین وعیدیں نازل ہوئی ہیں، چنانچہ ایک آیت میں اللہ رب العزت کفر کی طاغوتی عدالتوں میں جانے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ وہ شیطانی جال میں پھنس گئے ہیں، جن کے ہاتھ ناکامی اور گمراہی کے سوا کچھ نہیں لگے گا، ارشاد ربانی ہے:

"الم تر الی الذین یزعمون انهم آمنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا به ویرید الشیطان ان یضلهم ضلالاً بعیداً" (النساء:۶۰)

ترجمہ: "کیا آپ نہیں دیکھتے ہیں ان لوگوں کو جن کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ (مسلمان ہیں) ایمان لائے ہیں ان باتوں پر جو آپ پر نازل کی گئیں اور آپ سے پہلے (دیگر انبیاء پر) نازل کی گئیں (مگر اس کے باوجود) وہ فیصلہ کے لئے اپنا قضیہ (معاملہ) شیطانوں (غیر اسلامی عدالتوں) کے پاس لے جاتے ہیں، حالانکہ ان کو (مسلمانوں کو) یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان کو نہ مانیں، شیطان چاہتا ہے کہ ان کو بہکا کر راستہ سے بھٹکا دے۔"

اللہ رب العزت اسلام کی عظمت اور اس کی تعلیمات کی اہمیت امت مسلمہ کے قلب وجگر میں بٹھادے اور یہ جذبہ عطا فرمادے کہ ہم ہر طرح کی پریشانیاں اور تکلیفیں برداشت کریں گے، مگر کسی بھی شرعی اور خدائی فیصلے کو قبول کرنے میں ہرگز پس وپیش سے کام نہیں لیں گے۔ (آمین)

پاکیزگی اور طہارت سے دوری:

ہر طرح کی عبادتوں کو انجام دیتے وقت پاکیزگی کا ہونا ضروری ہے، بالخصوص سب سے اہم عبادت نماز کے لئے تو طہارت شرط ہے، اگر انسان کے جسم، کپڑے اور قیام گاہ میں سے کوئی ایک چیز بھی نجس وناپاک ہوگی تو نماز باطل ہوجائے گی اور اللہ کے یہاں نجس وناپاک انسان کا شمار نافرمان وگناہگار بندوں میں ہوگا، خواہ وہ کتنی ہی نمازیں کیوں نہ پڑھ لے، یہ ایک حقیقت ہے کہ ظاہری طہارت کا اثر انسان کے باطن پر پڑتا ہے، جس کے نتیجہ میں اس کی روح کو بھی پاکیزگی عطا کردی جاتی ہے، اس کے برخلاف ظاہری ناپاکی انسان کے باطن کو بھی متاثر کرتی ہے اور اس کی سوچ وفکر میں بگاڑ پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔

آج مسلم گھروں میں خواتین عام طور پر پاکی اور طہارت کے مسائل سے ناواقف ہونے کی وجہ سے کھانا پکانے، کپڑے اور برتن وغیرہ دھونے میں بالکل بھی پاکی اور طہارت کا خیال نہیں رکھتی ہیں اور مرد حضرات بھی ان کو ٹوکتے نہیں ہیں، کیونکہ وہ خود بھی طہارت کے اسلامی طریقوں سے کوسوں دور ہوتے ہیں۔

یاد رکھئے! صفائی اور چیز ہے اور پاکی اور چیز ہے، شریعت مطہرہ نے صفائی کے ساتھ ساتھ پاکی کا بھی بھرپور حکم دیا ہے اور اس کے طریقے سکھائے ہیں، جن سے واقف ہوئے بغیر کوئی بھی شخص صحیح طور پاک وصاف نہیں ہوپائے گا اور جب شریعت کے مطابق پاکی حاصل کرنے میں ناکام ہوگا تو اس کی نماز ودیگر عبادات کی قبولیت خطرہ میں پڑ جائے گی۔

الغرض! یہ وہ چند نقصانات ہیں جو علم دین سے ناواقفیت کی بنا پر آج کل مسلم معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہیں، جن سے بچنے کے لئے ہمیں خود بھی دین کے ضروری مسائل سے واقفیت حاصل کرنی چاہئے، اپنی اولادوں اور آنے والی نسلوں کو بھی دین سکھانا چاہئے۔

اللہ رب العزت پوری امت کو دین سیکھنے کا شوق نصیب فرمائے اور اس کی قدر وقیمت کو پہچاننے کی توفیق سے مالامال فرمائے۔ آمین۔

☆☆.................☆☆

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

(۱۰)

حافظ عبید اللہ

مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے کے دعوے کی بنیاد احادیث پر نہیں

یہاں یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس نے جو مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس کی بنیاد وہ احادیث نہیں جن کے اندر مسیح بن مریم کے آنے کی خبر دی گئی ہے، چنانچہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ آپ کو مسیح موعود کی پیش گوئی کا خیال کیوں دل میں آیا آخر وہ حدیثوں سے ہی لیا گیا ہے پھر حدیثوں کی اور علامات کیوں قبول نہیں کی جاتیں یہ سادہ لوح یا تو افتراء سے ایسا کہتے ہیں اور یا محض حماقت سے اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔"

(اعجاز احمدی، رخ19 صفحہ140)

قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم سمیت رفع الی السماء کا ثبوت

اب آیئے مختصر طور پر قرآن کریم کی ایک آیت کا مطالعہ کرتے ہیں جس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسم سمیت آسمان پر اٹھالیا، پھر ہم اس کے بعد صحیح مرفوع متصل احادیث پیش کریں گے جن کے اندر صریح طور پہ الفاظ ہیں کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بنی اسرائیل (یہود) پر لعنت کے اسباب کا ذکر فرماتے ہوئے ایک وجہ یہ بیان فرمائی:

﴿وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم رسول الله وماقتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفی شک منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقيناً. بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيماً﴾

> اللہ نے اٹھالیا انہیں اپنی طرف، اب سوال ہوتا تھا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کسی انسان کو جسم سمیت اٹھالیا جائے؟ تو اس کا جواب بھی دے دیا کہ اللہ عزیز یعنی غالب ہے اس کے ہاں کوئی چیز ناممکن نہیں

ترجمہ: "اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کیا جو اللہ کا رسول تھا، حالانکہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں ان کے پاس بھی اس معاملہ میں کوئی یقین نہیں ہے محض گمان ہی کی پیروی ہے، انہوں نے یقیناً انہیں قتل نہیں کیا۔ بلکہ انہیں اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔" (النساء: آیات 157تا158)

بغیر کسی تفصیل میں جائے اگر ان آیات کے صرف ظاہری معنی پر غور کیا جائے تو یہ بات سمجھ آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ یہود کے اس دعوے کی تردید فرمارہے ہیں کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کو قتل کردیا تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے نہ قتل کیا اور نہ ہی سولی پر چڑھایا، اور قتل سے بچانے کا انتظام یہ فرمایا کہ "رفعه الله اليه" کہ اللہ نے اٹھالیا انہیں اپنی طرف، اب سوال ہوتا تھا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کسی انسان کو جسم سمیت اٹھالیا جائے؟ تو اس کا جواب بھی دے دیا کہ اللہ عزیز یعنی غالب ہے اس کے ہاں کوئی چیز ناممکن نہیں، پھر یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کا رفع کیوں کیا؟ تو اس کا جواب بھی دے دیا کہ اللہ حکمت والا ہے، اس میں بھی اس کی حکمت تھی۔

ان آیات میں ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام مع لقب کے ذکر کیا گیا "المسيح عيسىٰ بن مريم" اس کے بعد واحد غائب کی ضمیروں سے ان کی طرف اشارہ کیا گیا (ماقتلوه ...... ماصلبوه...... وما قتلوه يقينا...... بل رفعه الله) یہ سب [ہ] کی ضمیریں لوٹ رہی ہیں ان عیسیٰ بن مریم کی طرف جنہیں یہود نے قتل کرنے کی کوشش کی، اور ظاہر ہے وہ عیسیٰ بن مریم صرف روح نہیں تھے بلکہ روح اور جسم کا مرکب تھے، یہود نے آپ کے جسم کو ہی قتل کرنے کا دعویٰ کیا تھا، لہٰذا آگے تمام ضمیریں بھی اسی جسم اور

روح کے مرکب کی طرف لوٹ رہی ہیں ان میں بـل رفعه الله کی ضمیر بھی ہے کہ اللہ نے انہی عیسیٰ بن مریم کو اپنی طرف اٹھالیا جنہیں وہ قتل کرنا چاہتے تھے اور اللہ نے بـل رفعه الله سے ان کے اس دعوے کی تردید کی، یعنی اللہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ یہود جس جسم کو قتل کرنے کے مدعی ہیں اللہ نے اس جسم کو اپنی طرف اٹھالیا، اگر یہاں یہ معنی کیا جائے کہ اللہ نے ان کی روح اپنی طرف اٹھالی تو پھر معنی ٹھیک نہیں بنتا کیونکہ ترجمہ یوں ہوگا: ’’اور انہوں نے یقیناً انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کی روح کو اپنی طرف اٹھالیا‘‘ مطلب یہ ہوگا کہ یہود تو انہیں قتل نہ کرسکے لیکن اللہ نے خود انہیں مار کر ان کی روح اپنی طرف اٹھالی، اس طرح یہ یہود کی تردید کے بجائے تائید ہوگی وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ چلو ہمارا مقصد تو انہیں مارنا تھا اور وہ مقصد پورا ہوگیا اللہ نے خود انہیں موت دے کر ان کی روح اٹھالی۔

یہاں یہ بات بھی نہیں کہی جاسکتی کہ اللہ نے اس وقت تو عیسیٰ علیہ السلام کو قتل ہونے سے بچالیا اور [بـل رفعه الله] میں جس رفع کا ذکر ہے یہ اس کے 87 سال بعد ہوا، کیونکہ یہاں [بـل] کے ساتھ اس سے پہلے والی بات کی تردید کی گئی ہے (اسے بـل اضرابیہ کہتے ہیں) اور پھر [بل] کے بعد [رفعه] فعل ماضی کا صیغہ لایا گیا ہے جو اس طرف اشارہ ہے کہ یہود کے آپ کو قتل کے ارادے سے گرفتار کرنے سے پہلے ہی آپ کا رفع ہوچکا تھا۔

شامی عالم شیخ محمد رمضان بوطیؒ کی ایک لاجواب تحریر

یہاں ہم ملک شام کے معروف عالم شیخ محمد رمضان البوطیؒ کی کتاب ’’کبـریٰ الیـقـیـنـیـات الکونیۃ‘‘ سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے مصری عالم شیخ شلتوت کے انکارِ رفع ونزول کے موقف اور تاویلات فاسدہ پر سخت تنقید کرتے ہوئے یہ آیت بڑے سادہ اور آسان فہم انداز میں سمجھائی ہے، شیخ بوطیؒ نے دریا کو کوزے میں بند کردیا ہے، اقتباس تھوڑا طویل ہے لیکن اسے جب تک پورا نہ پڑھا جائے بات سمجھ نہیں آئیگی، لکھتے ہیں:

’’فـأمـا عـقـل الـعـاقـل الذی یفهم الـکـلام الـعـربی عن طریق قواعد اللغة العـربیة ودلالتهـا فهـو یـفهم من قولـه تـعالیٰ [وما قتلوه یقینا بل رفعه اللّٰه الیهٖ] ان اللّٰـه عـزوجـل اخـفیٰ نبیه عنهم بأن رفعـه الی سـمـاء ہ فـلم یقعوا منه علی شيء یقتلونه او یصلبونه ، یدلک علی هـذا الـمـعـنی الـفـاظ الآیة ودلالتها الـلغویة، وضرورة التقابل الذی ینبغي أن یـکـون بیـن مـا قبـل بل وما بعدها ، فـلیـس لک أن تـقـول وأنـت عربي : لسـتُ جـائـعـاً بـل أنـا مـضطجع، وانما تـقـول : لسـتُ جـائـعـاً بـل أنا شبعان ، ولیـس لک أن تقول : ما مات خالد بل هـو رجـل صالح ، وانما تقول : ما مات خالد بل هو حي ، ولیـس لک أن تقول : ما قُتـل الامیـر بـل هو ذو درجة عالیة عـنـد اللّٰه ، لأن کونه ذو درجة عالیة عند اللّٰـه لا ینـافي أن یُقتل ، وانما تأتی بل لابطـال مـا قبـلها بدلیل مما بعدها ، لا جرم اذاً معنی الآیة : ماقتله الیهود کما زعـمـوا بـل ان الـلّٰـه استلبـه من بینهم ورفعـه الـی الـسـمـاء ، ولکن الشیخ شـلـتـوت یـأبـی ان یـکون الا ان یکون الـمـعـنی: ما قتلوه ، بل رفع اللّٰه درجته الیـه ، وذلک عـلـی الـرغـم من أنف الـقـواعـد العربیة ودلالتها وعلی الرغم مـن أنف الـعـرب والـمـفـسـرین کلهم ، ولک ان تـسـأل أمثـال الشیـخ شلتوت وهـم یـذهـبـون فـی تـفـسـیـر الآیة هـذا الـمـذهـب : فـمـا معـنـی [الیـه] فـی الآیة مادام ان الـرفـع هـو رفع الدرجة؟ هل المعنی أن اللّٰه جعله الٰهاً مثله؟ ، اذ لا معـنـی لقولک : ان اللّٰه رفع مقام فلان الیـه ، الا أنـه جعلـه فی مرتبته؟ ، ثم ما معـنـی تـقـیـیـد رفع الدرجة بحال قصد الـصـلـب أو الـقتـل؟ أولـم یکن مرفوع الـدرجة قبل ذلک؟ ، أسئلة لا جواب عـلیهـا ، الا استـجـرار الکلام والتأویل التـی لا معنی لها ، خدمة لما استقرّ فی نفـوسهـم مـن مـرض الـکـار الخوارق والمعجزات ......‘‘

ترجمہ: ’’وہ عقل مند آدمی جو عربی کلام اور اس کے قواعد ودلالات کی سمجھ بوجھ رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وما قتلوه یقینا بل رفعه اللّٰه الیه﴾ سے بخوبی سمجھ لیتا ہے کہ اللہ نے ان (یہود) سے اپنے نبی کو اس طرح چھپایا کہ آپ کو آسمان پر اٹھالیا وہ آپ کی گرد کو بھی نہ پاسکے کہ آپ کو قتل کرسکتے یا صلیب پر ڈال سکتے، یہ معنی ومفہوم اس آیت کریمہ کے الفاظ اور اس کی لغوی دلالت سے اور حرف [بـل] کے ماقبل ومابعد میں تقابل کو مدنظر رکھتے ہوئے سمجھ آتا ہے۔ اگر آپ عربی ہیں تو آپ یوں نہیں کہیں گے کہ ’’میں بھوکا نہیں ہوں بلکہ میں لیٹا ہوا ہوں‘‘، بلکہ یوں کہیں گے ’’میں بھوکا نہیں ہوں بلکہ میرا پیٹ بھرا ہوا ہے‘‘، یا آپ یوں نہیں کہیں گے کہ ’’خالد کی موت نہیں ہوئی

بلکہ وہ نیک آدمی ہے"، بلکہ یوں کہیں گے "خالد کی موت نہیں ہوئی بلکہ وہ زندہ ہے"، یا آپ یوں نہیں کہیں گے کہ "بادشاہ کو قتل نہیں کیا گیا بلکہ وہ اللہ کے ہاں اونچے مرتبہ پر فائز ہے"، کیونکہ اللہ کے ہاں بلند درجہ پر فائز ہونا بادشاہ کے قتل کے منافی نہیں جبکہ حرف "بـــل" اپنے مابعد کے ساتھ اپنے ماقبل کی نفی کرنے اور اسے باطل کرنے کے لئے آتا ہے۔ تو لازمی طور پر اس آیت کا یہی معنی ہے کہ یہود نے آپ کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کے درمیان میں سے آپ کو آسمان پر اٹھالیا، لیکن شیخ شلتوت بضد ہیں کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ: یہود نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کا درجہ اپنی طرف بلند کردیا۔ ان کا بیان کردہ یہ مفہوم عرب اور عربی زبان کے قواعد اور تمام مفسرین کے مخالف ہے، شیخ شلتوت جیسوں سے یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ اگر رفع الیہ سے مراد درجہ کا رفع ہے تو پھر کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرح خدا بنا لیا؟ کیونکہ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ نے فلاں کا مقام ومرتبہ اپنی طرف بلند کرلیا تو اس کا سوائے اس کے اور کوئی مطلب نہیں بنتا کہ اللہ نے اس کا مرتبہ اپنے جیسا اور اپنے برابر کرلیا، پھر یہود کے قتل وصلب کے ارادے کے ساتھ درجات کی بلندی کو مقید کرنے کا کیا مطلب؟ کیا آپ کے درجات اس سے پہلے بلند نہ تھے؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن کا کوئی جواب نہیں سوائے لایعنی تاویلات کے، ان تاویلات کا سبب (شیخ شلتوت وغیرہ) کا خوارق اور معجزات کا منکر ہونا ہے۔" (کبری الیقینیات الکونیہ، صفحات 330، 331، دارالفکر، دمشق)

نوٹ: شیخ بوطیؒ نے ایک اور بڑی اہم بات بھی لکھی ہے، ان کا کہنا ہے کہ الازہر کے بعض علماء نے جو شیخ شلتوت کے مرض الوفات کے ایام میں آپ کے ساتھ رہتے تھے انہیں بتایا تھا کہ شیخ شلتوت نے اپنے آخری ایام میں ان تمام نظریات سے رجوع کرلیا تھا جو وہ امت اسلامیہ سے ہٹ کر رکھتے تھے اور انہوں نے اپنے تمام پرانے اوراق اور کتب کو جلا دیا تھا خاص طور پر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کے بارے میں اپنے موقف سے تائب ہوگئے تھے اور جمہور اہل سنت کے موقف کی طرف رجوع کرلیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(کبری الیقینیات الکونیۃ، صفحہ 331 حاشیہ)

نتیجہ یہ کہ ان آیات میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے جسم اور روح سمیت رفع کا صاف بیان ہے۔

رفع الی اللہ کا مطلب
آسمان کی طرف رفع کیسے؟

اب رہی یہ بات کہ اللہ کی طرف اٹھائے جانے کا مطلب آسمان پر اٹھایا جانا کیسے ہوگیا؟ تو آیئے اس کا جواب مرزا قادیانی سے لیتے ہیں، اس نے ایک جگہ "رافعک الیّ" کا مطلب یوں بیان کیا ہے:

"رافعک الیّ کے یہی معنی ہیں کہ حضرت عیسیٰ فوت ہوچکے تو ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔"

(ازالہ اوہام حصہ اول، رخ 3، صفحات 234، 235)

یہاں نہ جانے مرزا نے "روح" کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے؟ لیکن اس نے "الیّ" کا ترجمہ آسمان کی طرف اٹھایا جانا کیا، اب ایسا ہی لفظ "الیہ" ہماری پیش کردہ آیت میں بھی ہے تو اس کا مطلب آسمان کی طرف اٹھایا جانا کیوں غلط ہے؟

اسی کتاب میں اس سے پہلے مرزا نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

"بلکہ صریح اور بدیہی طور پر سیاق وسباق قرآن شریف سے ثابت ہورہا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔" (ازالہ اوہام حصہ اول، رخ 3، صفحہ 233)

مرزا قادیانی کا اصرار ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کا رفع نہیں ہوا بلکہ صرف روح کا رفع ہوا (جس پر اس کے پاس کوئی دلیل نہیں، اور پھر روح کا رفع مراد لیا جائے تو اس میں اللہ تعالیٰ کو خصوصی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ روح تو ہر ایک مرنے والے کی اٹھائی جاتی ہے)، لیکن مرزا قادیانی یہ مانتا ہے کہ رفع آسمان کی طرف ہوا اور وہ یہ لکھ رہا ہے کہ یہ بات قرآن شریف سے ثابت ہے، اب ہمارا جواب یہ ہے کہ جیسے مرزا قادیانی نے [رافعک الیّ] میں روح کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا ثابت کیا ہے ویسے ہی ہم بھی [رفعه الله اليه] میں جسم کا آسمان کی طرف رفع ثابت کرتے ہیں، جو جواب تم دوگے وہی ہماری طرف سے سمجھ لو، آسمان کی طرف اٹھایا جانا تو مرزا بھی قرآن سے ثابت کررہا ہے۔

محترم دوستو! ہم نے بغیر کسی لمبی چوڑی تاویلات کے قرآن کریم کی آیت سے ثابت کردیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہی عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا اپنی طرف رفع کرلیا جنہیں یہود قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے، اور اللہ کی طرف رفع کا مطلب خود مرزا قادیانی کی تحریروں سے آسمان کی طرف اٹھایا جانا بھی ثابت کردیا اس طرح قرآن کریم سے ثابت ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسم وروح کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔

(جاری ہے)

حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ اور فتنہ قادیانیت

مولانا سید منت اللہ رحمانی، مونگیر

فرق باطلہ میں قادیانی فرقہ بڑی تیزی سے ابھرا اور مسلمانوں میں پھیلتا چلا گیا، اس سے جاہل عوام اور ناخواندہ مسلمان ہی متاثر نہ ہوئے، تعلیم یافتہ بھی ان کے حلقہ بگوش ہوئے، قادیانی فرقہ نے جس زمانے میں اپنی تحریک و دعوت کا آغاز کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ متحدہ ہندوستان کے مسلمان مختلف گروہوں، ٹولیوں میں منقسم تھے، ہر فرقہ دوسرے فرقہ کی تردید میں سرگرم اور کمربستہ تھا، مذہبی مناظروں اور مباحثوں کا بازار گرم تھا، جس کے نتیجے میں اکثر مار پیٹ، قتل و خون اور عدالتی چارہ جوئیوں کی نوبت آئی، گویا سارے ہندوستان میں مذہبی خانہ جنگی قائم تھی اس صورت حال سے علماء کے وقار اور دین کے احترام کو بڑا نقصان پہنچا تھا۔

نیز سارے مسلمان اختلافی باتوں کے سننے پڑھنے اور سمجھنے کے عادی ہو چکے تھے اور انہیں اس میں بڑا لطف آتا تھا۔ یہ تو دینی حالات کا ایک اجمالی خاکہ ہے جس میں اس وقت کے ہندوستانی مسلمان مبتلا تھے، سیاسی لحاظ سے مسلمان شکست خوردگی سے چور تھے، حکومت برطانیہ کے قدم ہندوستان میں جم چکے تھے اور ۱۸۵۷ء میں آزادی کی جدوجہد میں ناکامی کے بعد مسلمان تنگ دل اور کم ہمت ہو چکے تھے، ان کے سامنے ماحول تاریک تھا اور راستے مسدود، مسلمانوں کے احساس شکست خوردگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی مذہبی لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے درمیان آئے ''براہین احمدیہ'' نامی کتاب پانچ جلدوں میں لکھ کر کافی نام پیدا کیا، شہرت بڑھی اور عوام سے لے کر خواص تک میں ان کا خاصہ تعارف ہوا جبکہ آنجہانی مرزا صاحب خود تحریر فرماتے ہیں:

''یہ وہ زمانہ تھا جس میں مجھے کوئی نہیں جانتا تھا، نہ کوئی موافق تھا نہ کوئی مخالف، کیونکہ میں اس زمانے میں کچھ بھی چیز نہ تھا اور ایک ''احد من الناس'' اور زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا، اس قصبہ قادیان کے لوگ اور دوسرے ہزارہا لوگ جانتے ہیں کہ اس زمانے میں درحقیقت میں اس مردے کی طرح تھا جو قبر میں صدہا سال سے مدفون ہو اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ کس کی قبر ہے۔''

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۲۷، ۲۸)

۱۸۸۸ء میں مرزا صاحب نے ہشیار پور میں ایک آریہ سماج سے مناظرہ کیا، اس مناظرہ کے متعلق ایک کتاب لکھی جس کا نام ''سرمہ چشم آریہ'' ہے، اس کتاب سے مرزا صاحب کی شخصیت اور نمایاں ہوئی، مرزا صاحب نے محسوس کیا کہ ان میں اپنے ماحول کو متاثر کرنے اور ایک دینی تحریک کے چلانے کی اچھی صلاحیت ہے، چنانچہ اس احساس نے ان کے ذہن میں ایک نئی تبدیلی پیدا کی اور اب ان کا رخ عیسائیوں اور آریہ سماجیوں سے ہٹ کر خود مسلمانوں کی طرف ہوا۔

تدریجی ارتقاء:

مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے (۱۸۹۰ء تک) مجدد و مامور ہونے کا دعویٰ کیا، پھر بمشورہ حکیم نورالدین ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے دعویٰ کی حمایت میں ''فتح اسلام'' نامی کتاب لکھی، ۱۹۰۰ء کی بات ہے کہ قادیان (ضلع گورداس پور پنجاب) کی مسجد کے امام عبدالکریم صاحب نے جمعہ کے خطبہ میں آنجہانی مرزا صاحب کا نام لیا اور ان کے لئے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کئے، خطبہ میں ان باتوں کو سن کر مولوی محمد احسن امروہی پیچ و تاب کھانے لگے، دوسرے جمعہ میں پھر مولوی عبدالکریم صاحب نے مرزا صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں آپ کو خدا کا رسول اور نبی مانتا ہوں، اگر میں غلطی پر ہوں تو میری اصلاح فرمادیں، نماز کے بعد جب مرزا صاحب جانے لگے تو پھر مولوی عبدالکریم صاحب نے مخاطب کیا تو اس کے جواب میں مرزا نے کہا: ''مولوی صاحب! ہمارا بھی یہی مذہب اور دعویٰ ہے، جو آپ نے بیان کیا۔'' مولوی عبدالکریم اور مولوی محمد احسن صاحب میں اس موضوع پر باتیں تیز ہونے لگیں، مرزا صاحب گھر سے باہر آئے اور ظالم نے یہ آیت پڑھی:

''یا ایھا الذین آمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔'' (القرآن)

جس میں آواز اونچی کرنے والوں کو ہدایت بھی ہے اور اپنے نبی ہونے کا دعویٰ بھی ہے۔ مرزا صاحب متعدد مراحل طے کرنے کے بعد نبوت تک پہنچے، اس دعویٰ کے بعد کوئی مسلمان خاموش ہو کر بیٹھ

نہیں سکتا تھا۔ مسلمان تو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری رسول ہیں اور آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے اور شریعت قیامت تک کے لئے ہر لحاظ سے کامل اور مکمل ہے نہ اس میں کمی کی ضرورت ہے اور نہ ہی زیادتی کی گنجائش ہے، اگر مرزا صاحب کی کتابوں کو پڑھا جائے اور ان کی عیاری کو مرتب کیا جائے تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ آنجہانی مرزا صاحب ایک متوازی نبوت اور متوازی امت قائم کرنا چاہتے ہیں جو نبوت کی طرح حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے کم نہیں اور جو امت کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے کم تر نہیں بلکہ فائق ہی ہے۔

اس دعویٰ کے بعد علمائے اسلام پر ان کی بدنیتی اور اسلام کے خلاف ان کی سازش کھل کر سامنے آئی، چنانچہ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی مقیم امرتسر مرزا کی مخالفت میں برابر سرگرم رہے اور اشتہارات کے ذریعہ مرزا صاحب کے فاسد خیالات کی دھجیاں بکھیرتے رہے اور وہ مباہلہ کے لئے تیار ہوئے جسے مرزا صاحب نے منظور کیا، اس وقت جو اشتہار شائع ہوا اس کا مضمون یہ تھا:

’’اطلاع عام برائے اہل اسلام

از مولوی صوفی عبدالحق غزنوی مباہل مرزا

اس میں کچھ شک نہیں کہ میں مرزا صاحب کے مباہلہ کا مدت سے پیاسا ہوں اور تین برس سے اس سے یہی درخواست ہے کہ اپنی کفریات پر جو تونے اپنی کتابوں میں شائع کئے ہیں مجھ سے مباہلہ کر۔ لہٰذا میں نے یہ خط مسطور الذیل بتاریخ ۷رذوالقعدہ ۱۳۱۰ھ ارسال کیا کہ ہم کو آپ سے مباہلہ بدل و جان منظور ہے مگر تاریخ تبدیل کردو، مرزا صاحب نے اس کے جواب میں ۷رذوالقعدہ ۱۳۱۰ھ میں خط لکھا کہ میں مباہلے کے لئے تیار ہوں، چنانچہ ۱۰ ذوالقعدہ ۱۳۱۰ھ کو امرتسر کی عیدگاہ میں دونوں صاحبوں کا مباہلہ ہوا اور دونوں فریق امن وامان سے واپس آگئے، لیکن مرزا صاحب اپنے مباہل مولوی عبدالحق غزنوی کی موجودگی میں ۲۶رمئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۴ربیع الثانی ۱۳۲۶ء کو فوت ہوگئے اور الحمدللہ! مولوی عبدالحق صاحب غزنوی مرزا صاحب کی وفات کے بعد بھی کئی برس زندہ رہے۔

مولانا محمد نذیر حسین دہلوی کا مناظرہ:

مولانا سید نذیر حسین صاحب کے شاگرد رشید مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی شروع ہی سے مرزا صاحب کی شدت سے مخالفت کررہے تھے، مرزا صاحب نے خود ان کے بجائے ان کے استاذ سے مناظرہ کرنا پسند کیا، چنانچہ مرزا صاحب نے ایک اشتہار نکالا اور اس میں مناظرہ کی دعوت دی جس میں لکھا کہ مولوی نذیر حسین صاحب حضرت مسیح ابن مریم کو زندہ سمجھنے میں حق پر ہوں اور قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے اس کی زندگی ثابت کرسکتے ہیں کہ میرے ساتھ بپابندی شرائط مندرجہ اشتہار ۲راکتوبر ۱۸۹۱ء بالاتفاق بحث کرلیں۔ اگر انہوں نے بقبول شرائط اشتہار ۲راکتوبر ۱۸۹۱ء بحث کے لئے مستعدی ظاہر نہ کی اور پوچ اور بے اصل بہانوں سے ٹال دیا تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے مسیح ابن مریم کی وفات کو قبول کرلیا، چنانچہ حضرت میاں صاحب نے مناظرہ کو قبول کیا، میاں صاحب کے متکلم مولوی بشیر احمد صاحب تھے، انہوں نے پہلے دن حیات مسیح پر پانچ دلائل حاضرین مجلس کو سنائے اور پھر اس پر دستخط کرکے مرزا صاحب کو دیئے مرزا صاحب نے مجلس بحث میں جواب لکھنے سے عذر کیا، دوسرے دن بھی جواب نہ پیش کرسکے اور اس طرح مناظرہ سے شکست کھا کر واپس ہوگئے۔

(رسالہ الحق الصریح، ص:۳)

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری فاضل دیوبند:

مرزا کی مخالفت پنجاب میں کھل کر مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب کرتے رہتے تھے، اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کو قادیان آنے اور گفتگو کرنے کی دعوت دی، دعوت نامہ میں وہ لکھتے ہیں:

’’مولوی ثناء اللہ اگر سچے ہیں تو قادیان میں آکر کسی پیشین گوئی کو جھوٹی تو ثابت کریں اور ہر ایک پیشین گوئی کے لئے ایک ایک سو روپے انعام دیا جائے گا اور آمد و رفت کا کرایہ علیحدہ۔‘‘ (اعجاز احمدی، ص:۱۱)

آگے پھر وہ لکھتے ہیں، واضح رہے کہ: مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ سے عنقریب تین نشانیاں میرے پر ظاہر ہوں گی:

۱:... وہ قادیان میں تمام پیشین گوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے اور سچی پیشین گوئیوں کی اپنے قلم سے تصدیق کرنا ان کے لئے موت ہوگی۔

۲:... اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب، صادق سے پہلے مرجائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے اور سب سے پہلے اس اردو مضمون اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے عاجز رہ کر جلد تر ان کی روسیاہی ثابت ہوجائے گی۔ (ص:۳۷)

مولانا ثناء اللہ صاحب ۱۰رجنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان پہنچے اور مرزا صاحب کو اطلاعی خط لکھا کہ خاکسار قادیان میں اس وقت حاضر ہے مگر مرزا صاحب ٹال مٹول کرتے رہے اور بے جا شرطیں لگاتے رہے، اس لئے دونوں حضرات میں مباحثہ نہ ہوسکا۔

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے مرزا صاحب سے تقریری مقابلہ بھی کیا اور تحریری بھی، مختلف کتابوں، رسائل اور اشتہارات کے ذریعہ ان کی کذب بیانی اور دروغ بافی اور افترا پردازی کی دھجیاں بکھیرتے رہے اور اپنے لطائف سے مرزا صاحب کو ذلیل و خوار کرتے رہے، بالآخر عاجز آ کر مرزا صاحب مولانا ثناء اللہ صاحب کو یہ خط لکھتے ہیں کہ:

”اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراٗ ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراٗ کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے۔ (آمین)

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر، مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔

اس لئے اب میں تیری ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر، اے میرے پیارے مالک! ایسا ہی کر۔“

(اخبار البدر قادیان، مورخہ ۱۵؍۴؍۱۹۰۷ء)

پھر مرزا صاحب اعلان کرتے ہیں کہ: ”ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔“ (اخبار البدر ۲۵؍اپریل ۱۹۰۷ء کالم:۲)

اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کے کذب و افتراٗ کو دنیا پر آشکارا فرمایا اور مرزا غلام احمد ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو فوت کر گئے اور بحمد للہ! مولانا ثناء اللہ صاحب ہر طرح صحت و عافیت سے بہت دن زندہ رہے۔

حضرت مولانا محمد علی مونگیری اور فتنۂ قادیانی:

جب فتنۂ قادیانی پنجاب سے نکل کر دوسری جگہوں پر پھیلا تو علماء حق بے چین ہو گئے، ان کا آرام حرام ہو گیا اور ان کی راتوں کی نیند اڑ گئی، اسی گروہ کے سرخیل مجدد، علم و عرفان حضرت مولانا سیّد محمد علی مونگیریؒ بھی ہیں، جن کو اس فتنہ کا اتنا شدید احساس ہوا کہ تہجد کے وقت بھی فتنۂ قادیانیت سے متعلق رسائل تصنیف کرتے کتابیں لکھتے اور اس کی اشاعت کا انتظام کرتے، حضرت مولانا مونگیری کے اضطراب کو اس خط میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ”قادیانی کی سعی اور کوشش اس قدر انتھک اور منظم ہے کہ جس کو دیکھ کر ایک مسلمان کا دل لرز جاتا ہے کہ الٰہی یہ کیا طوفان کفر اور سیلاب ارتداد ہے اس کو روکنے کی کیا صورت ہو، ہندوستان میں کوئی جگہ نہیں جہاں ان کے لوگ تبلیغ نہ کرتے ہوں اور ہندوستان کے علاوہ یورپ، انگلستان، جرمنی، امریکا اور جاپان میں بڑے زوروں اور نہایت نظم سے اپنے مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں، ان کے پاس کوئی بینک نہیں، کوئی ریاست نہیں، صرف ایک بات ہے کہ مرزا نے کہہ دیا کہ ہر مرید حسب استطاعت ماہانہ مذہب کی اشاعت کے لئے کچھ دے اور جو تین ماہ تک کچھ نہیں دے گا وہ بیعت سے خارج ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیت المال میں لاکھوں روپے جمع ہو گئے اور ان کا ہر مرید اپنی آمدنی کا کم از کم دسواں حصہ اور بعض تو تہائی اور چوتھائی حصہ قادیان بھیجتے رہتے ہیں جس سے وہ خاطر خواہ اپنے مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں۔“

(کمالات محمدیہ، ص:۲۷۰)

حضرت مونگیریؒ نے یہ محسوس کیا کہ اگر پوری قوت کے ساتھ اس تحریک کا مقابلہ نہ کیا گیا تو اس سے بڑے افسوسناک نتائج ظاہر ہو سکتے ہیں، یہی وہ موڑ تھا، جہاں حضرت مونگیری اپنی ساری صلاحیتوں کے ساتھ میدان میں اتر آئے اور اپنا سارا وقت اور ساری قوت اس کے لئے وقف کر دی، اپنے تمام مریدین و مسترشدین رفقاء اور اہل تعلق کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی اور صاف صاف کہا کہ جو اس معاملہ میں میرا ساتھ نہ دے گا، میں اس سے ناخوش ہوں۔ (کمالات محمدیہ، ص:۴۳)

بہار میں قادیانیوں نے چار ضلعوں میں بہت کامیابی حاصل کی تھی، خاص طور پر مونگیر اور بھاگلپور کے متعلق یہ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ یہ دونوں ضلع قادیانی ہو جائیں گے بھاگلپور میں آنجہانی مولوی عبدالماجد صاحب پورینی، بھاگلپور (جو ایک جید عالم اور اچھے مدرس تھے، منطق اور فلسفہ میں بڑی دستگاہ حاصل تھی اور انہوں نے شرح تہذیب پر حاشیہ لکھ کر فن منطق سے اپنی مناسبت کا پورا ثبوت پیش کیا اور ان کا حاشیہ آج بھی کتب خانہ رحمانیہ خانقاہ مونگیر میں موجود ہے) قادیانی ہو چکے تھے اور اپنی پوری صلاحیت اس باطل مذہب کی اشاعت و تبلیغ میں صرف کر رہے تھے، مونگیر کا تو کہنا ہی کیا مونگیر میں آنجہانی مرزا صاحب کے خاص سمدھی اور مرزا بشیر محمود آنجہانی کے خسر مولوی حکیم خلیل احمد صاحب آنجہانی تشریف فرما تھے اور خدا کی دی ہوئی ذکاوت اور طاقت لسانی کو مرزا صاحب کے نوزائیدہ مذہب کی حمایت میں شب و روز صرف کر رہے تھے ان دو حضرات نے بھاگلپور اور مونگیر کی فضا کو بہت زیادہ مسموم کر رکھا تھا اور اس کا خطرہ تھا کہ ان دونوں جگہوں

پر رہنے والے مسلمان رفتہ رفتہ قادیانی مذہب اختیار کرلیں گے، پٹنہ اور ہزاری باغ میں قادیانی تحریک زوروں پر پھیل رہی تھی، حضرت مولانا مونگیری نے اپنے خط میں ذکر کیا ہے کہ بہار کے علاوہ بنگال میں بھی اس نے مہم شروع کردی ہے۔

حضرت مولانا مونگیریؒ نے قادیانیت کے خلاف باقاعدہ اور منظم طریقے پر زبردست مہم شروع کی، اس کے لئے دورے کئے خطوط لکھے، رسائل اور کتابیں تصنیف کیں، دہلی اور کانپور سے کتابیں طبع کراکے مونگیر لانے اور اشاعت فرمانے میں خاصہ وقت صرف ہوتا تھا اور حالات کا تقاضا یہ تھا کہ اس میں ذرا بھی تاخیر نہ ہو اس لئے مولانا نے خانقاہ میں پریس اسی مقصد کے لئے قائم کیا، اس پریس سے سو سے زائد چھوٹی بڑی کتابیں ردقادیانیت پر شائع ہوئیں جو سب مولانا کے قلم سے ہیں، اس قدر ضعف اور سلسلۂ علالت کے ساتھ اتنا وقیع اور عظیم تصنیفی کام بجائے خود ایک کرامت سے کم نہیں اور جس کی توجیہ تائید الٰہی وتوفیق خداوندی کے سوا کسی اور چیز سے نہیں کی جاسکتی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے اس کام پر مامور تھے ہر چیز میں خدا کا فضل ان کے شامل حال تھا۔

حضرت مونگیریؒ نے اپنے ایک معتمد اور خادم خاص کو ایک خط میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے اور بے تکلفی اور سادگی کے ساتھ اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میرا ضعف و ناتوانی اے عزیز! تم پر اور اس کے سب بھائیوں پر ظاہر ہے کہ میں مدت سے بیکار ہو چکا ہوں اور میرے ظاہری قویٰ نے جواب دے دیا ہے، مگر خدائی ارشاد ’’انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون‘‘ نے اپنی غیر محدود قدرت کو ایک ضعیف و ناتواں ہستی میں جلوہ گر فرما کر وہ کام لیا جس کا خیال وخطرہ بھی نہ تھا، اس قدر رسائل اس ضعف وناتوانی میں لکھوا دیا اسی کا کام ہے۔ (کمالات محمدیہ)

حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ نے قادیانیت کی تردید میں سو سے زیادہ کتابیں اور رسائل تصنیف کئے جس میں سے صرف چالیس کتابیں ان کے نام سے طبع ہوئیں اور بقیہ دوسرے ناموں سے یا ابواحمد کے نام سے جو حضرت کی کنیت تھی حضرت مولانا نے فتنۂ قادیانیت کے ہر گوشہ اور ہر پہلو پر گفتگو کی اور رسائل لکھے اور اس باطل مذہب کے رد میں لکھنے کے لئے کوئی چیز نہ چھوڑی انہوں نے قادیانیت کی بیخ کنی اور اس کے استیصال کو وقت کا اہم ترین جہاد قرار دیا ہے۔ حضرت مونگیری کتاب پر کتاب تردید میں لکھتے جاتے اور لوگوں میں مفت تقسیم کرتے اور مناسب جگہوں پر پہنچاتے اس راہ میں ہزاروں روپے صرف کئے، اس مہم میں اپنے دوستوں، عزیزوں اور عقیدت مندوں کو بھی متحد اور منظم ہوکر مقابلہ کرنے کی ہدایت کرتے، حضرت مونگیریؒ اپنے ایک گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں:

’’میں چاہتا ہوں کہ مخالفین اسلام کی بے انتہا سعی اور کوشش کا جواب دیا جائے، بالخصوص مرزائی جماعت کا فتنہ رفع کرنے میں جو کچھ ہوسکے اس سے دریغ نہ کیا جائے اور نہایت انتظام کے ساتھ یہ سلسلہ میرے بعد جاری رہے اس لئے رائے یہ ہے کہ ایک انجمن قائم کی جائے جس کا نظم تم لوگ اپنے ہاتھ میں لو، اور اس کے لئے ہر وہ شخص جو مجھ سے ربط و تعلق رکھتا ہے وہ اس میں حسب حیثیت التزام کے ساتھ ماہانہ شرکت کرے ورنہ جو شخص میرے اس دینی اور ضروری ہدایت کی طرف بھی متوجہ نہ ہوگا، میں اس سے ناخوش ہوں اور وہ خود یہ سمجھ لے کہ اس کو مجھ سے کیا تعلق باقی رہا۔‘‘

(کمالات رحمانی، ص:۲۷۰)

(جاری ہے)

اہم اجلاس گوجرانوالہ

گوجرانوالہ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ نے تحریک ختم نبوت کی موجودہ صورتحال پر غور وخوض کے لئے تمام ضلعی عہدیداران، تحصیل کے امراء ونظماء اور یونٹوں کے ذمہ داران کا اجلاس 7/جنوری 2018ء بروز اتوار 3 بجے مرکز ختم نبوت ہاشمی کالونی گوجرانوالہ میں طلب کرلیا ہے، جبکہ 15/جنوری کو جامعہ نصر العلوم عالم چوک میں آل پارٹیز کنونشن اور 17/جنوری کو مرکزی جامع مسجد المعروف جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں علماء کنونشن منعقد کرنیکا فیصلہ کیا ہے۔ 7/جنوری اور 17/جنوری کے اجتماعات کے لئے مولانا محمد عارف شامی، مولانا مفتی غلام نبی اور سید احمد حسین زید پر مشتمل رابطہ کمیٹی قائم کردی گئی ہے۔ 15 جنوری کے کنونشن کے لئے مولانا محمد مشتاق چیمہ، محمد عثمان منصوری اور مولانا محمد عارف شامی پرمبنی رابطہ کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ کمیٹیوں نے اجتماعات کے شرکاء کو دعوت دینا شروع کردی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کی مجلس عاملہ کا اجلاس امیر ضلع مولانا محمد اشرف مجددی کی صدارت میں مرکز ختم نبوت میں ہوا۔ اجلاس سے مولانا حافظ محمد یوسف عثمانی، مولانا مفتی غلام نبی، سید احمد حسین زید اور مولانا محمد عارف شامی نے خطاب کیا۔ علاوہ ازیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ضلعی مجلس شوریٰ اور تعمیراتی کمیٹی کا مشترکہ اجلاس مرکزی شوریٰ کے رکن الحاج حافظ نذیر احمد خلیفہ مجاز خواجہ خواجگان کی رہائش گاہ پر ہوا۔ جس سے مولانا قاری عبدالغفور آرائیں، پروفیسر حافظ محمد انور، الحاج حافظ نذیر احمد، مولانا محمد اشرف مجددی، مولانا حافظ محمد یوسف عثمانی، مولانا محمد عارف شامی، سید احمد حسین زید اور حافظ محمد احمد نے خطاب کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی ذمہ داران کا اجلاس اقراء سکول پیپلز کالونی میں مولانا محمد اشرف مجددی کی صدارت میں ہوا۔ ان اجلاسوں میں راجہ ظفر الحق کمیٹی رپورٹ کو عام کرنے، رانا ثناء اللہ کے مستعفی ہونے اور مجوزہ قومی بیانیہ واپس لینے اور پنجاب کے قادیانیوں کو دیئے گئے اسکول واپس لینے کے مطالبات کئے گئے۔

ایک کلمہ خیر خواہی

قادیانی حضرات کی خدمت میں!

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

ایک اور موقع پر کہتے ہیں:

''مگر صاف ظاہر ہے کہ سچے اور عقل مند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا، ہاں اگر کوئی پاگل اور مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو، اس کا کلام متناقض ہو جاتا ہے۔'' (ست بچن:۳۰)

اب اس معیار پر مرزا صاحب کے دعاوی کو پرکھنا چاہئے۔

☆ مرزا صاحب ایک طرف اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں:

''یہ وہ ثبوت ہیں جو میرے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے پر کھلے کھلے دلالت کرتے ہیں۔''

(تحفۂ گولڑویہ:۱۶۶-۱۹۱)

مہدی معہود سے مراد ہے: وہ مہدی جس کا حدیث میں وعدہ کیا گیا ہے، حدیث میں جس مہدی کا ذکر کیا گیا ہے، اس میں اس بات کی بھی صراحت ہے کہ وہ حضرت فاطمہؓ کی نسل سے ہوں گے، دوسری طرف مرزا صاحب کہتے ہیں:

''میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمۃ ومن عترتی وغیرہ ہے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ:۵/۱۸۵)

ظاہر ہے کہ یہ کھلا ہوا تضاد ہے، ایک طرف مرزا صاحب اپنے آپ کو وہ مہدی قرار دیتے ہیں، جس کی حدیث میں پیشین گوئی کی گئی ہے، دوسری طرف اس کا انکار کرتے ہیں۔

☆ ایک طرف مرزا صاحب مسیح موعود ہونے کا انکار کرتے ہیں، جن کا حدیث میں 'مسیح بن مریم' کے نام سے ذکر فرمایا گیا ہے؛ چناں چہ کہتے ہیں:

''اس عاجز (مرزا) نے جو مثیل ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں... میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں۔'' (ازالہ اوہام کلاں: ۱/۷۷، نیز دیکھئے: تبلیغ رسالت: ۲/۲۱، نشانِ آسمانی:۳۴)

دوسری طرف دعویٰ کرتے ہیں کہ میں وہی مسیح موعود ہوں؛ چناں چہ کہتے ہیں:

''اب جو امر کہ خدا تعالیٰ نے میرے پر منکشف کیا ہے، وہ یہ ہے کہ وہ مسیح موعود میں ہی ہوں۔'' (ازالہ اوہام کلاں: ۱/۷۱، نیز دیکھئے: اتمام الحجۃ:۳)

☆ ایک طرف دعویٰ نبوت کا انکار کرتے ہیں؛ چناں چہ کہتے ہیں:

''میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔''

(اشتہار مؤرخہ: ۲/ اکتوبر ۱۹۱۹ء)

دوسری طرف ببانگ دہل اعلان کرتے ہیں:

''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔''

(اخبار بدر: ۵/مارچ ۱۹۰۸ء)

☆ کبھی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح جو قیامت کے قریب تشریف لائیں گے، وہ نبی نہیں ہوں گے:

''وہ ابن مریم جو آنے والا ہے، کوئی نبی نہیں ہوگا؛ بلکہ فقط امتی لوگوں میں ایک شخص ہوگا۔''

(ازالہ اوہام کلاں: ۱۲۰، نیز دیکھئے: اتمام الحجۃ:۱۷)

کبھی کہتے ہیں:

''جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے، اس کا ان حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا کہ وہ نبی بھی ہوگا۔'' (حقیقۃ الوحی:۲۹)۔

☆ مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح کو جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھالیا گیا ہے اور پھر کسی زمانے میں وہ زمین پر اتریں گے اور لوگ ان کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھیں گے۔ (توضیح المرام:۳) یہ اقتباس چوں کہ طویل ہے، اس لئے اس کو چھوڑتے ہوئے اس کا ایک مختصر فقرہ نقل کیا جاتا ہے، کہتے ہیں:

''حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے۔'' (براہین احمدیہ، حاشیہ:۵۰۵)

دوسری طرف مرزا صاحب کا بیان ہے:

''غرض یہ بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اسی جسم کے ساتھ اترے گا، نہایت لغو اور بے اصل بات ہے۔''

(ازالہ اوہام کلاں: ۱/۱۲۵)

مرزا صاحب کے کلام میں تضاد اور تناقض کی کثرت ہے، مولانا نور محمد صاحب ٹانڈوی نے ''تناقضات مرزا'' کے عنوان سے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی ہے اور ہر بات حوالہ کے ساتھ لکھی ہے، اس میں سے بطورِ نمونہ ان پانچ تضادات کا انتخاب اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ تمام باتیں قادیانی حضرات

کے بنیادی عقائد کا حصہ ہیں۔ قادیانی حضرات غور کریں کہ جس شخص کی بنیادی دعوت اور اساسی انکار میں اس قدر تضاد اور ٹکراؤ پایا جاتا ہو، وہ نبی تو بہت آگے کی بات ہے، کیا سچا انسان بھی کہلانے کے لائق ہے؟!

پیغمبروں کا تعلق براہ راست اس کے خالق و مالک سے ہوتا ہے، ان پر اللہ کا کلام اترتا ہے، اور واضح طور پر منشاء ربانی کا اظہار ہوتا ہے؛ چناں چہ بعض دفعہ منجانب اللہ اطلاع کی بنیاد پر وہ پیشین گوئی کرتا ہے، یہ پیشین گوئی جوتشیوں اور نجومیوں کی سی نہیں ہوتی، جو اندازے اور تخمین پر اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں؛ بلکہ انبیاء جو پیشین گوئی کرتے ہیں، اس کا سرچشمہ خدائے علام الغیوب کی اطلاع ہوتی ہے، اس لئے یہ بالکل یقینی اور سچی پیشین گوئی ہوتی ہیں اور دوپہر کی دھوپ کی طرح واضح طور پر انسان ان کو سر کی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔

مرزا صاحب نے بہت سی پیشین گوئیاں کی ہیں، جو عام طور پر وہ پوری نہیں ہو پائیں اور ان کے ماننے والوں نے اس کی ایسی توجیہ وتاویل کی، جن کو ایک عام سمجھ کا آدمی بھی قبول نہیں کرسکتا؛ لیکن اس وقت چند ایسی پیشین گوئیوں کا ذکر کیا جائے گا، جو بالکل واضح اور متعین ہیں اور جن میں بعض کو انہوں نے اپنے سچے اور جھوٹے ہونے کا معیار بنایا ہے۔

☆ مرزا صاحب کے ایک عزیز احمد بیگ ہوشیار پوری تھے، مرزا صاحب نے ۱۸۸۸ء میں جب ان کی عمر پچاس سال تھی، ان کی لڑکی محمدی بیگم سے نکاح کا پیغام دیا، مرزا احمد بیگ اس کے لئے تیار نہیں ہوئے، مرزا صاحب اس پر سخت ناراض ہوئے، ان کا کہنا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور انہوں نے اس پیشین گوئی کے ظاہر ہونے کو اپنے سچے اور جھوٹے ہونے کا معیار قرار دیتے ہوئے کئی اشتہارات جاری کرائے؛ چنانچہ ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء کو اپنی الہامی پیشین گوئی کے اشتہار میں انہوں نے دعویٰ کیا کہ اگر لڑکی والوں نے اس رشتہ کو منظور نہیں کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا، دوسرے: جس شخص سے اس کی شادی کی جارہی ہے، وہ شادی سے ڈھائی سال کے اندر مرجائے گا، تیسرے: لڑکی کے والد کا اس کے نکاح سے تین سال میں انتقال ہوجائے گا، یعنی باپ اپنی بیٹی کی بیوگی کو دیکھ کر دنیا سے جائے گا، چوتھے: ہر رکاوٹ دور ہوکر وہ لڑکی ضرور ہی مرزا صاحب کے نکاح میں آئے گی، اس اشتہار کے اخیر میں مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے:

”یہ خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشین گوئیوں سے بڑھ کر کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔“

(مجموعہ اشتہارات:۱۵۷-۱۵۹)

لیکن ہوا یہ کہ مرزا احمد بیگ نے ۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو اپنی صاحب زادی کا نکاح اپنے ایک اور عزیز سلطان محمد سے کردیا، مرزا صاحب کی پیشین گوئی کے لحاظ سے ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء تک سلطان محمد کا انتقال ہوجانا چاہئے تھا اور محمدی بیگم کو بیوہ ہوجانا چاہئے تھا؛ لیکن سلطان محمد کا نہ صرف ڈھائی سال میں انتقال نہیں ہوا؛ بلکہ وہ شادی کے بعد ۵۷ سال زندہ رہے اور ان کا انتقال ۱۹۴۹ء میں ہوا، اگرچہ مرزا احمد بیگ کا انتقال عمر طبعی کو پہنچ کر تین سال کے اندر ہوگیا؛ لیکن ان کو اپنی بیٹی کی بیوگی دیکھنے کی نوبت نہیں آئی؛ بلکہ وہ اپنی بیٹی اور داماد کو خوش وخرم چھوڑ گئے، ایسا بھی نہیں ہوا کہ محمدی بیگم کا انجام برا ہو؛ بلکہ انہوں نے ۹۰ سال کی عمر پائی، ۱۹۶۶ء میں ان کی وفات ہوئی اور ۵۷ سال اپنے شوہر کے ساتھ خوش گوار زندگی بسر کی، مرزا صاحب نے صورت حال کو دیکھتے ہوئے اپنی پیشین گوئی میں یہ اضافہ کردیا کہ ”محمدی بیگم کنواری ہونے کی حالت میں یا بیوہ ہوکر ضرور ان کے نکاح میں آئیں گی“ مگر یہ پیشین گوئی بھی پوری نہیں ہوئی اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو خود مرزا صاحب کا انتقال ہوگیا، یہ نہ صرف مرزا صاحب کی پیشین گوئی تھی؛ بلکہ انہوں نے اس کو اپنے سچے اور جھوٹے ہونے کا معیار بنایا تھا، یہاں تک کہ محمدی بیگم سے نکاح کے پہلے اشتہار (۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء) کی پیشانی پر یہ اشعار تحریر کئے تھے:

پیشین گوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا
قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا
سچ اور جھوٹ میں ہے فرق وہ پیدا ہوگا
کوئی پاجائے گا عزت اور کوئی رسوا ہوگا

(مجموعہ اشتہارات:۱۵۳۱)

☆ ۱۸۹۳ء میں امرت سر میں ڈپٹی عبداللہ آتھم امرت سری سے — عیسائی تھا — توحید و تثلیث کے عقیدہ پر مرزا صاحب کا مناظرہ ہوا، مرزا صاحب مناظرہ سے تو فریق مخالف کو قائل نہیں کرسکے؛ لیکن آخری دن ۵ جون ۱۸۹۳ء کو پیشین گوئی کردی کہ اگر پندرہ مہینے کے اندر عبداللہ آتھم نے توبہ نہیں کی اور اسلام قبول نہیں کیا تو وہ ہاویہ میں گرادیا جائے گا یعنی مرکر واصل جہنم ہوجائے گا، اس پیشین گوئی کو بھی مرزا صاحب نے اپنے سچے اور جھوٹے ہونے کا معیار قرار دیا، یہاں تک کہ مرزا صاحب نے لکھا:

”میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے، یعنی جو فریق خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ ۱۵ ماہ کے عرصے میں آج کی تاریخ سے بہ سزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کو اٹھانے کے لئے تیار ہوں، مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے، میرے گلے میں رسا ڈال دیا جائے، مجھ کو پھانسی دیا جاوے، ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا، ضرور کرے گا، ضرور کرے گا،

زمین وآسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہیں ٹلیں گی، اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی سمجھو۔‘‘(جنگ مقدس:۱۸۹)

آخر آتھم نے عیسائیت سے توبہ نہیں کی، اس لحاظ سے ۵ستمبر۱۸۹۴ء کو آتھم کو مرجانا چاہئے تھا؛ چناں چہ مرزا صاحب کے ایک مرید ماسٹر قادر بخش قادیانی کا بیان ہے کہ ۵/ستمبر کو مرزا صاحب قادیان میں تھے اور کہتے تھے۔

’’آج سورج غروب نہیں ہوگا کہ آتھم مرجائے گا، مگر جب سورج غروب ہوگیا تو لوگوں کے دل ڈولنے لگے۔‘‘

(قادیانی مذہب: محمد الیاس برنی ضمیمہ:۳،ص:۵۷۲)

غرض کہ مرزا صاحب کی یہ پیشین گوئی بھی پوری نہیں ہوئی اور عیسائیوں نے اس دن آتھم کا زبردست جلوس نکالا۔

☆ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اہل حدیث مکتب فکر کے بڑے علماء میں سے تھے، انہوں نے قادیانیت کا بہت مؤثر تعاقب کیا اور اس فتنے کی سنگینی سے لوگوں کو واقف کرایا؛ چناں چہ مرزا صاحب نے مولانا امرتسری کے خلاف ۱۵اپریل ۱۹۰۷ء کو اشتہار چھپوا کر تقسیم کرایا کہ وہ مرزا صاحب کی زندگی میں طاعون، ہیضہ وغیرہ بیماری میں مبتلا ہوکر مرجائیں گے۔(تبلیغ رسالت، جلد دہم، پہلا ایڈیشن، مجموعہ اشتہار:۱۲۰) پھر مرزا صاحب نے ’’مولوی ثناء اللہ صاحب سے آخری فیصلہ‘‘ کے زیر عنوان اشتہار شائع کیا اور اس میں اس طرح اللہ سے دعا کی:

’’اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔ آمین!‘‘

اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد قادیانیوں کے اخبار بدر (۲۵اپریل ۱۹۰۷ء) میں مرزا صاحب کی ڈائری شائع ہوئی جس میں لکھا گیا:

’’ثناء اللہ کے تعلق سے جو کچھ لکھا گیا یہ دراصل ہماری (یعنی مرزا صاحب کی) طرف سے نہیں؛ بلکہ خدا کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔‘‘

لیکن ہوا یہ کہ مرزا صاحب کا تو ۲۶مئی ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوگیا؛ لیکن مولانا ثناء اللہ صاحب اس کے بعد بھی عرصہ تک زندہ رہے اور اللہ نے ان سے دین کی بہت ساری خدمتیں لیں۔

اس کے علاوہ بھی مرزا صاحب کی بہت ساری پیشین گوئیاں ہیں، جو انہوں نے اپنی عمر، اپنی اولاد، کنواری اور بیوہ بیویوں، اپنے متعلقین کی صحت اور اپنے مخالفین کی موت وغیرہ کے سلسلے میں کی ہیں، جو غلط نکلیں؛ لیکن ابھی جن پیشین گوئیوں کا ذکر کیا گیا ہے، یہ ان پیشین گوئیوں میں سے ہے، جن کو خود مرزا صاحب نے اپنے لئے سچے اور جھوٹے ہونے کا معیار بنایا تھا، جو لوگ مرزا صاحب پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کو نبی مانتے ہیں کتنی ناانصافی کی بات ہوگی کہ وہ خود مرزا صاحب کے اس معیار پر توجہ نہ دیں اور مرزا صاحب کے سچے ہونے پر اصرار کریں!

(۶) کچھ درجات وہ ہیں جن کو کسب اور محنت کے ذریعہ حاصل کیا جاسکتا ہے، کوئی بھی مسلمان عبادت اور زہد وتقویٰ کے ذریعہ اولیاء امت میں شامل ہوسکتا ہے، علمی جدوجہد کے ذریعہ مفسر ومحدث اور فقیہ بن سکتا ہے، ان میدانوں میں آہستہ آہستہ ترقی ملتی ہے؛ لیکن نبوت ایک وہبی چیز ہے جو منجانب اللہ عطا کی جاتی ہے، نبی کو نبی بنائے جانے تک اس کی کوئی خبر نہیں ہوتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ بند ہوچکا؛ لیکن جب نبوت کا سلسلہ جاری تھا، جب بھی ایسا نہیں تھا کہ علمی اور عملی ریاضتوں کے ذریعے آدمی نبوت کا مقام حاصل کرلے، قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ موجود ہے کہ وہ ایک سردرات میں اپنی زوجہ مطہرہ کے ساتھ سفر پر تھے اور انہیں آگ کی ضرورت پڑی، دُور سے ایک روشنی نظر آئی تو وہ یہ سوچ کر قریب پہنچے کہ وہاں آگ بھی مل جائے گی اور شاید کوئی ہم نفس بھی مل جائے؛ لیکن جب وہاں پہنچے تو ایک درخت میں سے روشنی پھوٹ رہی تھی، وہیں ان پر پہلی بار اللہ کا کلام اُترا اور نبوت سے سرفراز کیے گئے۔(طٰہٰ:۹-۱۴) انہوں نے اس سے پہلے اشارہ وکنایہ میں بھی نہ نبوت کا دعویٰ کیا اور نہ کسی اور غیبی منصب کا!

پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا واقعہ تفصیل سے حدیث میں موجود ہے، نبی بنائے جانے سے پہلے بھی آپ نے کوئی ایسی بات نہیں کہی، جس میں اشارہ ہو کہ آپ اس منصب پر فائز ہونے والے ہیں، اچانک غارِ حرا میں آپ پر پہلی وحی کا نزول ہوا اور آپ گھبرائے ہوئے گھر واپس تشریف لائے؛ کیوں کہ نبوت خالصتاً اللہ تعالیٰ کے انتخاب پر ملا کرتی تھی، جب تک کوئی شخص نبی نہیں بنایا جاتا تو خود اس کو بھی اس کا کوئی گمان نہیں ہوتا تھا کہ اس کو نبوت ملنے والی ہے۔

لیکن مرزا صاحب نے آہستہ آہستہ مرحلہ وار دعوے کیے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب ایک دعوے کے لئے زمین ہموار ہوگئی تو اس سے آگے کا دعویٰ کردیا، ایک زمانہ وہ تھا کہ مرزا صاحب اسی عقیدے کا اظہار کرتے تھے، جو تمام مسلمانوں کا ہے؛ چناں چہ ۱۳اکتوبر ۱۸۹۱ء کو انہوں نے ایک اشتہار طبع کرایا، جس میں صاف صاف لکھا:

’’میں ان تمام امور کا قائل ہوں، جو اسلامی

عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب و کافر مانتا ہوں، میرا یقین ہے کہ وحی، رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ پر ختم ہوگئی۔" (مجموعہ اشتہارات، تبلیغ رسالت ۲: ۲۰-۲۱، پہلا ایڈیشن ۱۹۱۸ء)

اس زمانے میں مرزا صاحب کے بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کچھ ایسی گول مول باتیں کیا کرتے تھے، جس سے لوگوں میں چہ مہ گوئی ہونے لگے، کہ یہ نبوت کا دعویٰ کرنے کی طرف بڑھ رہے ہیں، اوپر اشتہار کا جو اقتباس نقل کیا گیا ہے، اس کا مقصد اس سلسلہ میں اپنی صفائی پیش کرنا تھا، آخر وہ اپنے اندرونی داعیہ کو چھپا نہیں سکے اور شعبان ۱۳۱۴ھ میں اشتہار چھپوا کر تقسیم کیا کہ وہ خود مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں اور اپنے بارے میں کہا: "صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔" (تبلیغ رسالت: ۲-۳۶، ایڈیشن: ۱۹۲۲ء) حالانکہ ولایت اور مجددیت کوئی ایسا منصب نہیں، جس کا دعویٰ کیا جائے، ولی اور مجدد کو خود اپنے بارے میں خبر نہیں ہوتی کہ وہ اللہ کا ولی اور مجدد ہے، امت میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ سے بڑا ولی اور مجدد کون ہوگا؟ جنہوں نے ختم نبوت کے انکار کے فتنے کا مقابلہ کیا اور روم اور ایران تک اسلام کی فتح مندی کا جھنڈا لہرایا؛ لیکن یہ قدسی صفت حضرات دعویٰ تو کیا کرتے، ان پر خشیت کا ایسا غلبہ تھا کہ ان کو اپنے آپ پر نفاق کا ڈر ہوتا رہتا تھا، رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

اب مرزا صاحب نے ایک نیا عہدہ مُحدَّث کا پیدا کیا اور کہا کہ انھیں محدث بنایا گیا ہے؛ چناں چہ لکھتے ہیں:

"نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے، جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے، اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہو۔" (سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوم، ازالہ اوہام حصہ اول، ص: ۱۰۶۵)

اس کے بعد مرزا صاحب نے مثیل مسیح یعنی اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہ قرار دینا شروع کیا:

"یہ بات سچ ہے کہ اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا.... میں اسی الہام کی بنا پر اپنے تئیں وہ مدعو مثیل سمجھتا ہوں جس کو دوسرے لوگ غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہیں۔" (تبلیغ رسالت: ۱۹۲۱)

ابھی تک مرزا صاحب نہ صرف نبوت بلکہ مسیح ہونے کے دعوے سے بھی گریز کرتے رہے؛ لیکن آخر مرزا صاحب نے کھل کر دعویٰ کر دیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ (دیکھیے: تحفہ گولڑویہ : ۱۹۵، تیسرا ایڈیشن) اور یہ بھی صاف کر دیا کہ جس عیسیٰ بن مریم کی پیشین گوئی کی گئی ہے، اس سے میں ہی مراد ہوں:

اور یہی عیسیٰ ہے جس کا انتظار تھا اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں، میری نسبت کہا گیا ہے کہ ہم اس کو نشان بنا دیں گے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہیں جو آنے والا تھا۔ (کشتی نوح ساتواں ایڈیشن ص: ۴۸، دسمبر ۱۹۲۳ء)

لیکن ابھی تک مرزا صاحب کو اس بات کا اقرار تھا کہ مسیح کے لئے نبی ہونے کی شرط نہیں۔ (سلسلہ تصنیفات، جلد سوم، حصہ توضیح المرام: ۸۶۴) یعنی اب تک وہ اس سے انکار کرتے تھے کہ انہوں نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے؛ لیکن ۱۹۰۰ء میں مرزا صاحب کی مسجد کے خطیب مولوی عبدالکریم نے ان کے لئے نبی اور رسول کا لفظ ذکر کیا، یہ بات بعض دوسرے ساتھیوں کو ناگوار گزری؛ چناں چہ اگلے جمعہ دوبارہ مولوی صاحب نے مرزا صاحب کے لئے یہی الفاظ استعمال کیے، مولوی عبدالکریم نے پیچھے سے مرزا صاحب کا کپڑا پکڑ لیا اور کہا: اگر میرے اس اعتقاد میں غلطی ہے تو آپ درست فرما دیجیے؛ لیکن مرزا صاحب نے ان کی تصویب کرتے ہوئے کہا:

"ہمارا بھی یہی مذہب اور دعویٰ ہے جو آپ نے بیان کیا ہے" (قادیانیت — تحلیل و تجزیہ: ۷۶، بحوالہ اخبار الفضل قادیان) چناں چہ اس کے بعد مرزا صاحب باضابطہ اپنے آپ کو نبی کہنے لگے، شروع میں تو انہوں نے کہا کہ پیغمبر اسلام پر نبوت کے ختم ہونے سے مراد ہے کہ آپ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آئے گا، پھر دعویٰ کیا کہ شریعت سے مراد امر و نہی ہے اور میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ (اربعین: ۳-۷) گویا اپنے آپ کو صاحب شریعت نبی قرار دیا، اسی طرح پہلے تو کہتے رہے کہ پیغمبر اسلام کی برکت سے آپ کی اُمت میں اور بھی مسیح آسکتے ہیں؛ لیکن بعد میں کہنے لگے: نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔

(حقیقت الوحی: ۱۹۱، دوسرا ایڈیشن: ۱۹۲۳ء امرتسر)

یہ گویا مرزا صاحب کی طرف سے اس بات کا اعلان ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں، میں آخری نبی ہوں۔ قادیانی حضرات غور کریں کہ کیا کوئی سچا آدمی اس طرح لوگوں کے دلوں کو ٹٹول ٹٹول کر اور ماحول بنا بنا کر متضاد دعوے اور دُور اَز کار تاویلیں کر کے نبوت جیسے منصب کے لائق ہو سکتا ہے؟!

ان مرحلہ وار دعووں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جیسے جیسے ماننے والوں کی آمادگی بڑھتی گئی اور

میدان ہموار ہوتا گیا، مرزا صاحب نئے نئے دعوے کرتے چلے گئے، یہ تدریج خود اس دعوے کے جھوٹ ہونے کی علامت ہے۔

اخیر میں قادیانی حضرات سے ایک انسانی بھائی، ایک خیرخواہ، اُن کی نجات کے لئے فکرمند اور اُن کی ہدایت کی طرف واپسی کے جذبے سے سرشار شخص کی حیثیت سے اِلتجا کرتا ہوں کہ خدارا اپنی آنکھوں سے اس سیاہ عینک کو ہٹا دیجیے، جو آپ کو دھوکا دینے کے لئے آپ کے رہنماؤں نے پہنائی ہے، آخرت کی فکر کیجیے، دُنیا کی متاعِ حقیر کو خاطر میں نہ لایئے، سچائی تک پہنچنے کی کوشش کیجیے اور نبوتِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شجرۂ طوبیٰ کے سایہ میں واپس آجایئے، جس کی ٹھنڈک لازوال اور جس کی راحت لافانی ہے، اور جو اس دُنیا سے لے کر میدانِ حشر تک مؤمن کو اپنی پناہ میں لئے رہے گی، جس کے طفیل ہر صاحبِ ایمان کو جامِ کوثر سے نوازا جائے گا اور جس کی شفاعت، آخرت کا سب سے بڑا اثاثہ ہے!

اللّٰھم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ

وأرنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ.

☆☆......................☆☆

سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس، میٹروول

کراچی (عمار اسلام الٰہی) الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ میٹروول سائٹ ٹاؤن کے زیر اہتمام طیبہ پارک میٹروول میں ۱۴ر دسمبر ۲۰۱۷ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء دوسری عظیم الشان سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی تیاری پچھلے کئی ہفتوں سے جاری رہی۔ اسی سلسلہ کا ایک پروگرام ۶ر دسمبر بروز بدھ بعد نماز عشاء، جامع مسجد قبا میٹروول میں ائمہ مساجد اور علاقائی علماء کرام کا اہم اور خصوصی اجلاس ہوا۔ جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ سائٹ کے سرپرست مولانا مفتی عبدالجبار نے کی، جبکہ جامعہ بنوریہ العالمیہ کے استاذ الحدیث مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی نے نگرانی کی۔ اجلاس میں تحفظ ختم نبوت مجلس احرار اسلام صوبہ سندھ کے امیر مولانا عطاء الرحمٰن محمود قریشی، مولانا حیات (مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم کراچی)، مفتی نذیر احمد کاغانی (امام وخطیب شمس مسجد)، مولانا آزاد عالم (امام وخطیب غفوریہ مسجد)، مولانا عظیم (امام وخطیب عمر بن خطاب مسجد)، مولانا ابوہریرہ (مہتمم، امام وخطیب جامع مسجد عثمانیہ مکی مسجد)، مولانا محمد (مدرس جامعہ اشرفیہ امدادیہ کراچی)، مولانا فیض ربانی، مولانا مختار، مولانا ساجد، مولانا عبدالمجید اور دیگر کئی علماء کرام نے بھرپور شرکت کی۔ تمام شرکائے اجلاس نے کانفرنس کے انعقاد کے فیصلہ کو خوب سراہا اور اپنے دائرہ کار اور حلقہ میں کانفرنس کی تیاری اور کامیابی کے لئے بھرپور کردار ادا کرنے کا پختہ عزم کیا۔

۱۴ر دسمبر ۲۰۱۷ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء کانفرنس کا باقاعدہ آغاز قاری عثمان غنی کی تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ جامعہ اشرفیہ کراچی کے متعلم معتصم باللہ عادل نے ہدیۂ نعت پیش کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سائٹ ٹاؤن کے امیر مفتی سید مشتاق احمد شاہ شیرازی مدظلہ نے مختصر بیان کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے بیان میں کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی روح ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت میں امت مسلمہ کی وحدت کا راز ہے۔ امت مسلمہ نے ہر دور میں تحفظ ختم نبوت کی خاطر ہر طرح کی قربانیاں پیش کی ہیں اور ان شاء اللہ! آئندہ بھی ہر قربانی کے لئے تیار رہیں گے۔ ان کے بعد مولانا فداء الرحمٰن نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ثنائیہ اشعار بڑی محبت کے ساتھ پیش کیے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ بطور مہمان خصوصی کے تشریف لائے اور تفصیلی خطاب میں عقیدۂ ختم نبوت کی جدوجہد کی تازہ صورت حال اور حلف نامہ اور اقرار نامہ میں تبدیلی اور انتخابی اصلاحات کی دفعہ ے بی کی شق اور ے سی میں تبدیلی کو تفصیل سے ذکر کیا اور پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلی مرتبہ ہوا کہ ایک دن ترمیمی بل منظور ہوا اور اگلے روز ہی آپ کی اس مسکین جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس ترمیمی بل کو درست کروایا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا کہ اتنی جلدی ایک بار پھر قادیانیت نے شکست کھائی بلکہ میں تو اس کو یوں کہتا ہوں کہ ایک بار پھر کفر ہار گیا اور اسلام جیت گیا۔

مشہور ومعروف ثناخواں حافظ حسان احمد حسانی نے ترانۂ ختم نبوت بڑے ولولہ انگیز انداز میں پیش کیا اور حاضرین سے داد وصول کی۔ حضرت مولانا محمد رفیق جامی صاحب فیصل آباد سے تشریف لائے۔ حضرت نے سفر کی تھکاوٹ کی بنا پر مختصر بیان فرمایا اور پھر دعا فرمائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ کانفرنس میں تشریف لائے اور سرپرستی کی، جبکہ جامعہ اشرفیہ امدادیہ کراچی کے رئیس مولانا مفتی عبدالجبار مدظلہ نے کانفرنس کے شرکاء خاص طور پر جامعہ اشرفیہ امدادیہ کے اساتذہ اور طلبا کا جنہوں نے کانفرنس کے لئے بہت محنت اور کوششیں سرانجام دیں، شکریہ ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ تمام منتظمین کو اجر عظیم عطا فرمائے اور روز محشر شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کا ذریعہ بنائے۔

تبلیغی ودعوتی اسفار

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس: بہاول پور دینی اعتبار سے بہت زرخیز علاقہ ہے۔ بہاول پور کی سرزمین پر بہت ہی صاحبانِ علم نے قدم رنجا فرمایا اور جامعہ عباسیہ جو نواب آف بہاول پور سر محمد صادق خان عباسیؒ نے بنایا اور ایک عرصہ تک جامعہ عباسیہ پھر جامعہ اسلامیہ اور آج کل اسلامیہ یونیورسٹی کی شکل میں موجود ہے، جہاں علامہ شمس الحق افغانی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا سید بدر عالم میرٹھی، مولانا فاروق احمد انصاری (والد محترم مولانا محمد احمد انصاری مرکزی راہنما دعوت وتبلیغ) مولانا محمد صادق، مولانا محمد علی اور مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمہم اللہ تعالیٰ سمیت جید علماء کرام اور مشائخ عظام دینی علوم و معارف کے جام لٹاتے رہے اور اسی سرزمین کو امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ، مولانا ابوالوفا شاہجہان پوریؒ، حضرت اقدس خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ اور دیگر بہت سے علماء کرام اور مشائخ عظام نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا اور اسی سرزمین کے چیف کورٹ نے قادیانیوں کے کفرو ارتداد پر سب سے پہلا جاندار فیصلہ دیا۔

نواب آف بہاول پور سر محمد صادق عباسیؒ نے جامع مسجد کی تعمیر شروع کی، جو انہیں کے نام پر جامع مسجد الصادق کے نام سے مشہور اور وسیع وعریض ہال اور صحن رکھتی ہے، ہر سال اسی جامع مسجد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے اور ایسے ہی ۱۲ ربیع الاول کو عشاء کے بعد ہر سال سیرت النبی کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔ امسال حسب سابق کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنما مولانا حافظ حمد اللہ سینیٹر، مولانا مفتی کفایت اللہ مانسہروی اور راقم کے بیانات ہوئے۔

جامع مسجد الصادق کے اوپر والا ہال اپنی تمام تر وسعت کے باوجود تنگی داماں کی شکایت کررہا تھا۔ کانفرنس میں ختم نبوت کا موضوع غالب رہا۔ مقررین نے کہا کہ تحریک ختم نبوت سے متعلق تین محاذ ہیں۔ عدالتی محاذ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سنبھالا۔ پارلیمانی نظام جمعیت علماء اسلام نے سنبھالے رکھا، اور عوامی رابطہ مہم میں بھی ہم پیچھے نہیں رہے۔ ان شاء اللہ العزیز! آئندہ بھی ہر محاذ پر ان کا مقابلہ کیا جائے گا۔

جامع مسجد بودلہ کالونی شجاع آباد: جامع مسجد بودلہ کالونی شجاع آباد میں زیادہ تر بودلہ فیملی کے حضرات آباد ہیں۔ بودلہ قوم میں قادیانیت کے جراثیم بھی پائے جاتے ہیں۔ جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے دور حکومت میں راولپنڈی کے پیر صلاح الدین کا واقعہ شہ سرخیوں سے اخبارات کی زینت بنا۔ پیر صلاح الدین بودلہ فیملی سے تھا اور قادیانی تھا۔ اس نے راولپنڈی میں دجل وفریب کا مرکز قائم کیا ہوا تھا۔ جو پیر ہوٹل کا نام رکھتا تھا۔ جس میں بے راہ رو لوگوں کے سفلی جذبات کی تسکین کا انتظام کیا جاتا تھا، جب اس بے راہ روی اور عریانی وفحاشی کے مرکز پر چھاپہ مارا گیا تو بہت سے جوڑے رنگے ہاتھوں پکڑے گئے اور پیر صلاح الدین مذکور کا منہ کالا کیا گیا اور اسے عوامی سطح پر مشتہر کیا گیا۔ مذکور ہمارے شجاع آباد کے بودلہ حضرات سے قریبی رشتہ داری کا تعلق رکھتا تھا۔ پیر کفایت اللہ بودلہ ایڈووکیٹ اور دیگر کئی ایک صحیح العقیدہ حضرات نے بودلہ کالونی میں خوبصورت مسجد بنائی۔ جہاں سال میں ایک جمعہ پر حاضری ہوتی تھی۔ امسال کافی عرصہ کے بعد مولانا شعیب احمد بودلہ کی دعوت پر حاضری ہوئی۔ ایک سے ڈیڑھ بجے تک راقم کا خطاب ہوا۔ بعدازاں راقم نے مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ کی جامع مسجد علی المرتضیٰ میں خطبہ جمعہ دیا اور جمعہ سے قبل میلاد النبی کے عنوان پر راقم نے خطاب کیا۔ جامع مسجد سیدنا علی المرتضیٰ تعمیرات کے منازل طے کررہی ہے۔ اللہ پاک اپنے فضل وکرم سے پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ آمین۔

ملک وال میں جلسہ سیرت: ملک وال ضلع منڈی بہاؤالدین کا معروف قصبہ ہے۔ تقسیم سے پہلے ایک جماعتی کارکن نے حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا وقت لیا۔ اس وقت رابطہ کی صورت سوائے خط وکتابت کے کوئی نہیں ہوتی تھی۔ علاقہ میں اہل بدعات کا غلبہ تھا، انہوں نے مشہور کردیا کہ سید عطاء اللہ شاہ وہابی ہے، یہاں آیا تو خون خرابہ ہوگا۔ داعی پروگرام کینسل ہونے کی اطلاع نہ دے سکا۔ شاہ جیؒ حسب پروگرام تشریف لے آئے، ریل گاڑی سے اترے تو میزبان نے آگے بڑھ کر مصافحہ و معانقہ کی سعادت حاصل کی، لیکن وہ شکل وشباہت کے لحاظ سے پریشان نظر آرہا تھا، شاہ جیؒ نے اس سے حالات دریافت کئے تو اس نے صورت احوال سے آگاہ کیا۔ تانگے پر بیٹھے اور فرمایا کہ یہاں کوئی ہندوؤں یا سکھوں کی عبادت گاہ بھی ہے؟ میزبان نے کہا کہ سکھوں کی دھرم سالہ ہے۔ فرمایا: چلتے ہیں، دھرم سالہ کے سامنے چند سکھ نوجوان تاش کھیلنے میں

مصروف تھے۔ آپ نے فرمایا: سردارو! سیا کال (یہ سکھوں کا سلام ہے)، عطاء اللہ شاہ تمہارے دروازے پر ہے، سکھ نوجوان کھڑے ہوگئے اور مصافحہ کی سعادت حاصل کی، آپ نے فرمایا کہ: تمہارا گرو کون ہے؟ تو وہ گرو کو بلا کر لائے، گرو آیا تو شاہ جیؒ نے فرمایا: سردارں جی میرا جی یہ چاہتا ہے کہ آج تمہاری عبادت گاہ میں بیان کروں، اس نے کہا: جی آیاں نوں! خوش آمدید اعلان ہوگیا، لوگ ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوگئے۔ شاہ جیؒ نے خطبہ مسنونہ کے بعد جب قرآن پاک کی تلاوت شروع کی تو ایک سکھ جھومتے ہوئے آیا اور آپ کے قدموں میں گر گیا اور اسلام قبول کرلیا۔ اسی طرح دوسرا، تیسرا، چوتھا جب پانچ سات سکھ مسلمان ہوگئے تو گرو! (سکھوں کا مذہبی راہنما) نے کہا: شاہ جی! اس لئے اجازت نہیں دی تھی کہ میرے تمام چیلوں کو آپ مسلمان کردیں، اب تلاوت چھوڑیں اور تقریر شروع فرمائیں۔

ملک وال میں کچھ عرصہ سے مجلس کی تنظیم موجود ہے۔ مدرسۃ الحسنین کے مہتمم قاری عمر فاروق امیر اور حافظ محمد طاہر ناظم ہیں، رانا محمد خاور معاونین میں سے ہیں۔ رانا خاور بہت متحرک اور فعال آدمی ہیں، انہوں نے اپنے گھر میں ۵/نومبر کو عشاء کی نماز کے بعد سیرت خاتم الانبیاء کے عنوان پر کانفرنس رکھی۔ تلاوت قاری سعید احمد اسعد اور نعت رانا محمد جنید جہاوریاں نے پیش کی، جبکہ مولانا فاروق احمد عثمانی، مولانا محمد قاسم سیوطی، رانا عبدالرؤف اور راقم کے بیانات ہوئے، صدارت ضلعی امیر قاری عبدالواحد نے کی۔ مہمان خصوصی ''رکن'' کے مولانا سیّد عبدالشکور تھے۔ جلسہ رات گئے جاری رہا۔ قبل ازیں ظہر کی نماز کے بعد مدرسہ تعلیم الاسلام للبنات میں اصلاحی بیان ہوا، جامعہ کے مہتمم مفتی محمد زبیر ہیں۔ جامعہ میں درجہ عالیہ تک اسباق ہوتے ہیں۔

میانی مدنی مسجد میں بیان: میانی ہمارے حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ کا آبائی علاقہ ہے۔ مولانا میانویؒ ختم نبوت کے سریلے خطیب و مقرر تھے۔ تقسیم سے پہلے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے استخلاص وطن اور ختم نبوت کی تحریکوں اور مجلس احرار کے معرکوں میں شریک رہے۔ اصلاحی تعلق قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے تھا۔ آپ اپنے شیخ کے منظور نظر تھے۔ پاکستان بننے کے بعد جب مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی تشکیل ہوئی تو مجلس کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ ہوگئے۔ ملک بھر میں احقاق حق اور ابطال باطل کے معرکے بپا تھے۔ آخر عمر میں چیچہ وطنی کی مرکزی مسجد کے خطیب کی حیثیت سے بہت خودداری سے وقت گزارا، اپنا پکانا، اپنا کھانا ان کا طرۂ امتیاز رہا، بلکہ ان کے دسترخوان سے دیگر جماعتی حضرات بھی مستفید ہوتے۔ حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ کے علاوہ میانی میں مولانا قاضی احمد سعیدؒ ایک جرأت مند اور بہادر عالم دین تھے۔ ہمارے مولانا محمد اکرم طوفانی سمیت سینکڑوں علماء کرام نے ان سے دینی علوم کے اسباق لئے۔ مضافاتی علاقوں میں عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت و چوکیداری کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ بیسویں صدی کے اوائل میں پیدا ہوئے اور ۱۹۷۰ء میں وفات پائی۔ ان کے فرزندان گرامی میں مولانا قاضی مطیع اللہ پُر جوش خطیب ہیں۔ مولانا قاضی کفایت اللہ ڈنگہ گجرات میں دینی ادارہ چلا رہے ہیں، مولانا قاضی عبیداللہ ان کا مرکز سنبھالے ہوئے ہیں۔ میانی میں مجلس کا یونٹ قائم ہے، مولانا سربلند امیر، قاری محمد عثمان سرپرست، مولانا بلال فاضل خانقاہ سراجیہ ناظم ہیں۔ موخرالذکر فکرمند ساتھی ہیں۔ مذکورہ بالا حضرات کی فرمائش پر مدنی مسجد میانی میں ظہر کی نماز کے بعد عوام الناس میں بیان ہوا بعدازاں علماء کرام کے ساتھ نشست ہوئی۔ علاقہ کے ایک درجن کے قریب علماء کرام مدنی مسجد تشریف لے آئے۔ موجودہ حالات سے متعلق گفتگو اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ راقم نے استدعا کی کہ علماء کرام مہینہ میں کم از کم ایک جمعہ ختم نبوت کے عنوان پر بیان فرمائیں۔

جہلم میں ختم نبوت سیمینار: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دارالعلوم حنفیہ میں ختم نبوت سیمینار ۷/ستمبر صبح دس سے ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہا۔ اسٹیج سیکریٹری مولانا محمد عمر تھے جو بانی جامعہ حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی کے پوتے اور مولانا قاری خبیب عمر کے فرزند ارجمند ہیں۔ حضرت جہلمیؒ فاضل دیوبند حضرت مدنیؒ کے شاگرد رشید اور حضرت لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ مجلس احرار اسلام، جمعیت علماء ہند سے تقسیم سے پہلے تعلق رہا اور تقسیم کے بعد ایک عرصہ تک جمعیت علماء اسلام میں رہے۔ روافض کی جارحیت کے دفاع کے لئے امام اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کے ساتھ مل کر ''تحریک خدام اہلسنت'' بنائی۔ زندگی بھر صحابہ کرام کی چوکیداری کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ جس جماعت میں رہے ڈٹ کر رہے، ان کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یکجائی بھی تھی۔ آپ یکجائی تھے ہرجائی نہ تھے، مجلس کے بزرگوں سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ ان کا کوئی جلسہ مجلس کے بزرگوں حضرت امیر شریعتؒ، حضرت قاضی صاحبؒ، حضرت جالندھریؒ، حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کے بغیر نہیں ہوتا تھا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا قاری خبیب عمرؒ نے ان کی روایتوں کو سنبھالے رکھا، آج کل قاری خبیب عمرؒ کے فرزند ارجمند مولانا قاری ابوبکر سلمہ نے اپنے باپ دادا کی امانت کو سنبھالا ہوا ہے۔ مولانا مفتی خالد میر سلمہ مجلس کے مبلغ ہیں، ضلع جہلم اور چکوال ان کے پاس ہیں۔ آزاد کشمیر کے

کچھ اضلاع میں مصروف عمل رہتے ہیں۔

مولانا ابوبکر مدظلہ کے مشورہ و اجازت سے دارالعلوم حنفیہ میں قبل از ظہر ختم نبوت سیمینار منعقد ہوا، جس میں جہلم کے دسیوں علماء کرام نے شرکت کی۔ تلاوت ونعت کے بعد راقم نے تقریباً ایک گھنٹہ تحریک ختم نبوت کے مختلف ادوار پر روشنی ڈالی۔ نیز سوال و جواب کی نشست بھی منعقد ہوئی۔ راقم نے سامعین کے سوالات کے جوابات دیئے۔

ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ: تقسیم کے بعد جب قادیانیوں کو پنجاب کے آخری انگریز گورنر سرفرانسس موڈی نے ۱۰۳۴ ایکڑ زمین تکہ مرلہ (روپے) کے حساب سے دی اور قادیانیوں نے معمولی ڈویلپمنٹ کے ساتھ اسے ایک سو روپے مرلہ کے حساب سے اپنے قادیانیوں کو دینا شروع کی، نیز قادیانیوں نے اپنا سالانہ جلسہ قادیان کے بعد ربوہ (چناب نگر) منتقل کرلیا تو مجلس نے ۳۵ سال تک چنیوٹ کے لائبریری پارک میں ختم نبوت کانفرنس انہیں تاریخوں میں شروع کی اور یہ کانفرنس تقریباً پینتیس سال تک جاری رہی، تاآنکہ ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت ایکٹ کے نفاذ کے بعد قادیانیوں کے سالانہ جلسہ پر پابندی لگی تو ختم نبوت کانفرنس پر بھی پابندی لگادی گئی۔ ہماری آخری کانفرنس بادشاہی مسجد چنیوٹ میں منعقد ہوئی تھی۔ بعدازاں یہ کانفرنس چناب نگر منتقل ہوگئی چنیوٹ کی بادشاہی مسجد ''شاہ جہاں'' مغل حکمراں کے وزیرخزانہ مولوی سعداللہؒ نے ۱۶۴۵ء میں شروع کی اور ۱۶۵۵ء میں مکمل ہوئی۔ امسال چناب نگر کانفرنس کے موقع پر مجلس نے فیصلہ کیا کہ ملک بھر کی تمام تحصیلوں کے بعد تمام اضلاع میں کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی تو ۸؍دسمبر کو بادشاہی مسجد چنیوٹ میں کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت حضرت مولانا پیر حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم کے خلیفہ مجاز پیر صفدر حسین نے کی۔ مہمان خصوصی جامعہ ختم نبوت چناب نگر کے شیخ الحدیث مولانا غلام رسول تھے۔ کانفرنس سے مولانا مفتی شاہد مسعود سرگودھا، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا سیف اللہ نقشبندی، مولانا قاری ظفر اقبال، مولانا سیف اللہ خالد اور دیگر کئی ایک علماء کرام نے خطاب وشرکت کی، جبکہ حافظ محمد شریف مجن آبادی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔

چناب نگر محمدیہ مسجد میں کانفرنس: ۱۹۷۴ء میں پاکستان قومی اسمبلی نے متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعہ قادیانیوں کو کافر قرار دیا اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا گیا۔ مجاہد تحریک ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ نے اپنا اثر ورسوخ استعمال کرکے ریلوے اسٹیشن پر محمدیہ مسجد قائم کی۔ جہاں مولانا سید ممتاز الحسن گیلانیؒ، مولانا خدابخشؒ، مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا محبوب الحسن طاہر، خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آج کل سرگودھا کے مولانا محمد صفدر خطیب اور حافظ محمد یوسف امام ہیں ہر سال مجلس کے زیراہتمام ربیع الاول میں جمعۃ المبارک کے موقع پر سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔ امسال ۹؍دسمبر بروز جمعہ کانفرنس مولانا غلام مصطفیٰ کی نگرانی میں منعقد ہوئی۔ مولانا سیف اللہ نقشبندی، محمد اسماعیل شجاع آبادی نے سیرت النبی کے عنوان سے خطاب کیا۔ ملک کے معروف ثناخواں جناب حافظ محمد شریف مجن آبادی نے سیرت النبی اور سیرت الصحابہ کے عنوان پر نعتیہ کلام سے حاضرین وسامعین کے دلوں کو گرمایا۔ تمام حاضرین کے لئے مجلس کی طرف سے خورد ونوش کا بھی انتظام کیا گیا اور تمام شرکاء کی کھانے سے تواضع کی گئی۔

ختم نبوت سیمینار حافظ آباد: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام مدرسہ اشرفیہ قرآنیہ میں ختم نبوت سیمینار منعقد کیا گیا، جس کی صدارت مدرسہ کے مہتمم مولانا علامہ احمد سعید اعوان نے کی۔ قاری ارشد گوجرانوالہ نے نعتیہ کلام پیش کیا، جبکہ شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی گوجرانوالہ، مولانا اللہ دتہ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے تفصیلی خطاب فرمایا۔ سیمینار میں انجمن تاجران حافظ آباد کے صدر اور علاقائی صحافیوں نے بھرپور شرکت کی۔

ختم نبوت کانفرنس، اوکاڑہ

اوکاڑہ (مولانا عبدالرزاق) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس مرکزی جامع مسجد عثمانی گول چوک اوکاڑہ میں ۶؍دسمبر بعد نماز عشاء مولانا قاری الیاس، مقامی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اوکاڑہ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام پاک زینت القراء حضرت عاصم بن عبدالودود نے خوبصورت مصری لہجہ میں کی، حافظ محمد عثمان، خالد محمود اور مولانا شاہد عمران عارفی کی خوبصورت نعت ہوئی، جسے بہت پسند کیا گیا۔ مولانا قاری سعید احمد عثمانی خطیب نے دوسرے علاقہ جات سے تشریف لانے والوں کا شکریہ ادا کیا۔ مولانا قاری غلام محمود انور، مولانا اسحٰق بدر، مفتی غلام مصطفیٰ، قاری سید رمضان شاہ، قاری محمد ابراہیم، مولانا اعجاز، مولانا قاری محمد اشرف، حاجی جاوید اقبال، سید شمس الحق گیلانی، مولانا قاری عبدالکریم قاسم کے علاوہ کافی حضرات نے اسٹیج کو زینت بخشی نقابت اور بیان مولانا عبدالرزاق (راقم) اور مرکزی راہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے فرمایا۔ کانفرنس میں عہد کیا گیا کہ قادیانیت کے خلاف ہمارے اکابرین نے کام کیا اسی طرح سے ہم بھی تحفظ ختم نبوت کے لئے قانونی جدوجہد جاری رکھیں گے۔

خبروں پر ایک نظر

اسلام آخری دین، حضور ﷺ آخری نبی، قرآن آخری آسمانی کتاب اور امت مسلمہ آخری امت ہے

اللہ تعالیٰ نے تاجِ ختم نبوت آنحضرت ﷺ کے سرِ اقدس پر سجا کر تکمیل دین کا اعلان فرمایا: مولانا اللہ وسایا مدظلہ

کراچی.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی بزرگ راہنما مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے بعد ازعشاء جامع مسجد عباس شیر شاہ میں ''سیرت خاتم الانبیاء'' عنوان کے تحت منعقدہ پروگرام میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام آخری دین، حضور ﷺ آخری نبی، قرآن آخری آسمانی کتاب اور امت مسلمہ آخری امت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تاج ختم نبوت آنحضرت ﷺ کے سرِ اقدس پر سجا کر تکمیل دین کا اعلان فرمایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں اور قیامت دونوں ساتھ ساتھ ہیں، جس طرح شہادت والی اور درمیانی انگلی ساتھ ہیں، درمیان میں کچھ اور نہیں۔ انہوں نے کہا کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا یہ بہت ہی بڑا بدنصیب تھا، اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے اپنے آپ کو حضور ﷺ کی غلامی سے نکال دیا، دین اسلام سے الگ راستہ کا انتخاب کیا خود بھی جہنم کی راہ چلا اور اپنے ساتھ اپنے ماننے والوں بھی لے گیا۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت خوشی اور مسرت سے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: ''اے میرے صحابہ! تم کتنے خوش نصیب ہو، میری امت میں تم لوگ منتخب ہوکر آئے ہو اور تمہارا کتنا اچھا نصیب ہے کہ تمام نبیوں میں تمہارے حصے میں، میں آخری نبی آیا ہوں۔'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں جو اس کا انکاری ہے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ پروگرام کے اختتام میں سوال و جواب کی نشست ہوئی، پھر اختتامی دعا کرائی۔ پروگرام میں مولانا حامد، مولانا فاروق، مولانا انعام اللہ، محمد انور رانا اور امام مسجد ہذا کے علاوہ دیگر علماء و معزز شخصیات نے شرکت کی۔

تحفظ ختم نبوت پروگرام

کراچی.... (حافظ محمد کلیم اللہ نعمان) ۲؍جنوری بروز منگل بعد نماز عشاء مدرسہ دولت القرآن حلقہ شو مارکیٹ گارڈن میں پہلا تحفظ ختم نبوت اجلاس منعقد ہوا، جس میں مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد تھے۔ پروگرام کا آغاز قاری محمد جنید کی تلاوت سے ہوا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پورے پاکستان میں ہمیشہ اکابرین کے نقش قدم اور فیصلوں پر اعتماد کرتے ہوئے چلتی ہے، جس کی وجہ سے الحمدللہ! کامیابی و کامرانی نے ہمیشہ قدم چومے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پورے ملک میں تمام دینی جماعتوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے نومبر کے مہینہ سے ''کل کراچی بین المدارس'' تقریری مسابقہ ہوا جس میں پورے کراچی کے ۱۸ ٹاؤنز میں تمام مدارس کے طلبا کا آپس میں مسابقہ ہوا، جو طلبا ٹاؤنز میں منتخب ہوئے وہ ضلعی سطح کے مسابقہ میں شامل ہوئے اور ۲۱ تا ۲۸؍دسمبر ۲۰۱۷ء میں کراچی کے چھ اضلاع میں مسابقہ ہوا، اضلاع میں منتخب ہونے والے طلبا ۸؍فروری ۲۰۱۸ء کو ''مرکزی مسابقہ'' میں شریک ہوں گے جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مرکز جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش میں منعقد ہوگا۔ اسی طرح تمام ٹاؤنز اور اضلاع میں ''سیرت خاتم الانبیاء'' کانفرنسز کا انعقاد ہوتا رہا ہے اور اب تک یہ کانفرنسز جاری ہیں۔ انہوں نے علماء کرام سے کہا کہ جماعتی ترجمان ماہنامہ ''لولاک'' اور ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کا مطالعہ رکھیں، جس سے آپ کو مجلس کی دعوتی معلومات میسر آتی رہیں گی۔ پروگرام کے میزبان مولانا محمود اور دیگر اساتذہ جامعہ ہذا نے تمام علماء اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا شکریہ ادا کیا اور تمام علماء کرام نے اس بات کا بھی عہد کیا کہ ماہانہ ایک جمعہ عقیدۂ ختم نبوت کے موضوع پر اور ماہانہ ایک اجلاس کا فیصلہ خوش آئند ہے اور اس کی اشد ضرورت ہے۔

پیغمبر خاتم ﷺ

احسان و کرم کا مجموعہ، اخلاق مجسم کیا کہنا
رحمت ہے سراپا رحمت ہے، پیغمبر خاتم کیا کہنا

خاموش دعاؤں میں شب کی، وہ گریہ پیہم کیا کہنا
وہ پھول سے چہرے کے اوپر کیفیت شبنم کیا کہنا

بھٹکی ہوئی دنیا میں پھر سے توحید کی عظمت قائم کی
یہ ہمت عالی کیا کہنا، یہ کوشش محکم کیا کہنا

مفتی نسیم احمد فریدی

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	صفحات	رعائتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	1129	350
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	672	200
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	752	200
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	3240	1000
5	فتاویٰ ختم نبوت (تین جلدیں)	مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ	1644	1000
6	محاسبہ قادیانیت، جلد نمبر 1	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	480	200
7	محاسبہ قادیانیت، جلد نمبر 2	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	528	200
8	محاسبہ قادیانیت، جلد نمبر 3	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	572	200
9	محاسبہ قادیانیت، جلد نمبر 4	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	544	200
10	محاسبہ قادیانیت، جلد نمبر 5	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	528	200
11	محاسبہ قادیانیت، جلد نمبر 6	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	552	200
12	محاسبہ قادیانیت، جلد نمبر 7	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	440	200
13	محاسبہ قادیانیت، جلد نمبر 8	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل		200
14	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	2952	800
15	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	688	300
16	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1672	500
17	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	216	100
18	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	192	100
19	تذکرہ حکیم العصرؒ (مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	376	100
20	لولاک کا خواجہ خواجگانؒ نمبر	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان	1008	300
21	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	296	100
22	مشاہیر کے خطبات ختم نبوت	جناب صلاح الدین بی، اے ٹیکسلا	312	100
23	قادیانی تفاسیر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	ڈاکٹر محمد عمران	352	200

نوٹ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں۔

ملنے کا پتہ: مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4583486